۱۹۲۴ء

حسن البیان

مجموعۂ راز آمیز ناز و نیاز موسوم بہ مثنوی

سوز و گداز

یعنی

حسن صبح و شام سندر

مع

نغمۂ راز و درد جدائی صبح وصال و شام فراق

مصنفہ ... محقق کامل الفن سخنور شیریں سخن جناب آثار الحسن

ظہیر احسن شوق نیموی عظیم آبادی علیہ رحمۃ اللہ القوی

باہتمام خاکسار محمد عبدالرشید ابن مولانا شوق نیموی

قیمت ہر دو بارہ آنہ ۱۲

در مطبع ... پریس ... پٹنہ

ماہ شوال ماہ مئی

یون لطف تو نہ پائے گا سوز و گداز کا
پروانہ پہلے بن لے کسی شمع ناز کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدا و نعت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ وسلم - امیدوار رحمت پروردگار بہادری محمد محفوظ الحق **واصل** عظیم آبادی عرض کرتا ہو کہ علامۂ زمن محقق کامل الفن جناب مولانا ابو الخیر محمد ظہیر احسن صاحب **شوق** نیموی عظیم آبادی کی ذات بابرکات بھی ایک آئینۂ قدرت الٰہی ہے جس علم کی طرف نظر اوٹھائی دریا بہا دیا جس فن کی جانب توجہ کی ڈنکا بجا دیا - خصوصاً شعر و سخن مین وہ رتبہ خداداد پایا ہو کہ اساتذۂ لکھنؤ و دہلی تک آپکو مانتے ہین قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہین - چنانچہ مؤلف رسالۂ **تنبیہ** نے جناب ممدوح کی نسبت لکھا ہو کہ "یہ وہ شخص ہے اور ایسا بلند اسکا پایہ ہو کہ ملک سخن مین اسکے جھنڈے گڑے ہوئے ہین - کاملین ماہرین فن اس شخص کے مرتبے کو بہت کچھ سمجھتے ہین" المختصر حضرت شوق نیموی کا کمال و مہارتِ فن مسلم الثبوت ہو کئی برس ہوئے کہ **نغمۂ راز** نام وہ دلکش مثنوی لکھی جسکا تمام ہندوستان مین طوطی بولتا ہو جو سنتا ہے اوسکے دردآمیز مضامین سے بیساختہ بیچین ہو جاتا ہو اب یہ دوسری مثنوی **سوز و گداز** نام نظم فرمائی ہے جسمین حسن و عشق کی اندوہناک سرگزشتین قلم بند کی ہین **محمد حسن** اور **شام سُندر** کی پاک محبت کا نقشا اوتارا ہو - دلی جذبات کی ہو بہو تصویر کھینچی ہو یہ حیرت انگیز قصہ کچھ فرضی نہین اصلی ہو جسکو تخمیناً ڈیڑھ سو برس گزرے ہونگے - اسکی اصلیت کا ثبوت اس سے بڑھ کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ خود وہ مرحوم عاشق اپنے حالات آپ لکھ گیا ہو جسکو **تائید** عظیم آبادی المتوفی ۱۲۰۶ھ نے اپنے خط مین بعینہٖ نقل کر کے شاہزادہ مرزا جوان بخت جہاندار شاہ بہادر کے حضور مین روانہ کیا ہے - پھر اونکے بیٹے

تمنّا مرحوم نے اوس خط کو زبدۃ المنشآت مین درج کیا ہی۔ تائید نے اوس خط مین یہ بھی لکھا ہی کہ "مکان عالیشان آن مہاجن کہ قریب چوک بود بعد حادثۂ آتش زدگی بنام آن نوعروس اشتہار یافتہ" یہ تحریر بھی بعض واقعات کی شہادت دیتی ہی۔ کیونکہ فی الواقع چوک کے قریب باڑے کی گلی کے پاس ایک چھوٹا سا محلہ سُندر باڑا نام مشہور ہی جو آجتک مہاجنوں سے آباد ہے بعض واقعہ حسرتناک پُرسوز کو ملک الشعرا میر دہلوی نے بھی باختلاف بعض روایات شعلۂ عشق مین نظم کیا ہی اور سرِ داستان یہ شرحی لکھی ہے "آغاز قصۂ جانکاہ کہ در عہد محمد شاہ در عظیم آباد روبروے دیضع وشریف بظہور پیوستہ" اور منشی باقر علیخان باقر لکھنوی مرحوم نے بھی نثر فارسی مین لکھا ہی جس کا نام شعلۂ جانسوز رکھا ہے۔ جس ایک حسین نوجوان شریف زادہ عظیم آباد کی چھوٹی پٹن دیبی کا رہنے والا تھا۔ فارسی اور بھاکا بہت اچھی جانتا تھا۔ دل کا بہت بڑا دلیر تھا۔ خدا بخشے اپنی پیاری معشوقہ کے ایک نظر دیکھنے کے لئے بیچارے غریب نے کیا کیا بھیس بدلے۔ راماین سبھا مین جو اوس نے اپنا نام پرسرام مشہور کیا تھا۔ میر دہلوی نے اپنی مثنوی مین اسی نام کو چمکایا۔ جسکی وجہ سے ملک مین یہی جعلی نام مشہور ہو گیا۔ حتی کہ جناب جلال لکھنوی نے بھی اپنے لغت گلشن فیض مین پرسرام ہی لکھکر یہ تحریر فرمایا کہ "نام شخصے بود از عُشاق" بہرکیف یون تو عشق کے قصے جھوٹ سچ بہت کچھ مشہور ہین مگر حق یہ ہے کہ عرب مین لیلیٰ و مجنون اور فارس مین شیرین و فرہاد اور ہند مین حسن و شام سُندر سرخیل عشاق گزرے ہین۔ نلدمن وغیرہ کے واقعات انکی سرگزشت کے آگے کچھ وقعت نہین رکھتے۔ ہمین اس کہنے کی کچھ ضرورت نہین کہ یہ مثنوی فصاحت و بلاغت مین کس پائے کی ہی۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ناظرین خود ملاحظہ فرمالین
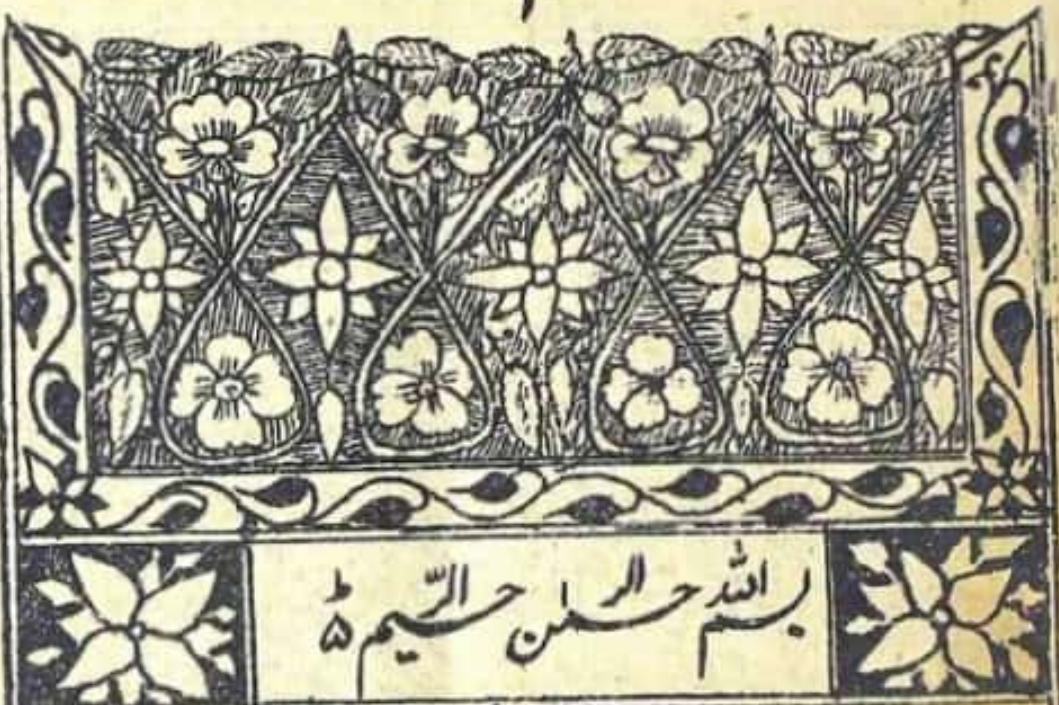
تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ

مرا یک خیالِ عرش پیما
سوادِ حمد مین ہے جلوہ فرما

یہی دل مین ہے فکرِ نکتہ دان کے
کہ تارے توڑ لاؤن آسمان کے

دکھاؤن رفعتِ شیوا بیانی
بنون شہبازِ اوجِ نکتہ دانی

کرون مین نظم کا رتبہ دوبالا
کہ ہو ملکِ سخن مین بول بالا

عروجِ شوکتِ طرزِ بیان ہو
زمینِ شعر رشکِ آسمان ہو

حصولِ فیض ہو روح الامین سے
مضامین لاؤن مین عرشِ برین سے

کرون حمد و ثنائے شاہدِ پاک
گرہ بندِ نقابِ ہفت افلاک

ہر اک شئے مین ہے جسکا جلوہ نور
جلا جسکے فروغِ حسن سے طور

بنائی کہکشان کی جس نے افشان
جبینِ ماہِ تابان نور افشان

محمد سے کہے رازِ نہانی
کلیم اللہ سے کی لن ترانی

بنایا سیمتن برگِ سمن کو
نزاکت دی عروسانِ چمن کو

کرن کا باندھ کر زرتار سہرہ
غضب چمکا دیا سورج کا چہرہ

دیا سروِ چمن کو سبز خلعت
پنھایا قمریون کو طوقِ الفت

عنادل کو وہ بخشی آہِ پُر درد
کہ سُنکر غم سے ہو جاتے ہین گُل زرد

پریشان کر دیئے گیسوے سنبل
بنایا سوگوارِ مرگِ بلبل

کیا پیراہنِ صد برگ صد چاک
عطا کی ماتمی سوسن کو پوشاک

کیئے عالم مین پیدا شادی و غم
دکھایا جلوۂ عید و محرم

ہنساتا ہے کبھی وہ صورتِ گُل
رولاتا ہے کبھی مانندِ بلبل

کہین ہے عیش و عشرت غم کہین ہے
کہین ہے رتجگا ماتم کہین ہے

کہین دولھا کے پہلو مین دلھن ہے
کہین طیّاریِ گور و کفن ہے

کہین داغِ جگر ہے شعلہ انگیز
کہین ہے آتشِ حسرت شرر ریز

کہین سوز و گدازِ شمعِ محفل
کہین بیتابیِ پروانۂ دل ہے

کہین روشن چراغِ خانۂ عشق
کہین آتش فشان کاشانۂ عشق

نمایان ہین غرض قدرت کے نیرنگ
طلسماتِ جہان سے عقل ہے دنگ

عجب ہے اوسکی شانِ کبریائی
خرد کو بھی ہے عذرِ نارسائی

منزّہ شرک سے ہے ذات اوسکی
مبرّا عیب سے ہر بات اوسکی

مناجات عاشقانہ

عطا کر مجھکو وہ دل یا الٰہی
جو ہو دمسازِ آہِ صبحگاہی

ہلادے آہ سے عرشِ بریں کو
کرے رُو رُو کے تر فرشِ زمین کو

وہ چمکے آفتابِ داغِ اُلفت
خجل ہو جس سے خورشیدِ قیامت

اگر کھینچون کبھی مین آہِ پُر درد
حسینون کے رخِ گلرنگ ہون زرد

محبت مین وہ چشمِ خونفشان دے
کہ قطرہ قطرہ لطفِ گلستان دے

کھلائین گُل مرے دامن کی کلیان
جھکالین جن سے سر گلشن کی کلیان

شبِ فرقت وہ کھینچون آتشین آہ
کہ ہو گلگونۂ رخسارۂ ماہ

ڈبو دون کشتیِ دل بحرِ خون مین
کرون ترکِ وطن جوشِ جنون مین

جگر مین داغ ہون تلوون مین چھالے
محبّت مین پڑین جینے کے لالے

کرے دستِ جنون دامن مرا چاک
گریبان شوق سے لے بوسۂ خاک

عیان ہو داغِ دل سے صبحِ خندان
خطِ ابیض بنے چاکِ گریبان

ترے جلوے مری آنکھون مین پھر جائین
حسینانِ جہان نظرون سے گر جائین

مرے دل مین رہے اک تیری اُلفت
نظر آئے مجھے کثرت مین وحدت

بنے پیمانۂ دل جامِ عرفان
شرابِ معرفت ہو بادۂ جان

نعت

جو وقتِ ذکرِ نعتِ مصطفیٰؐ ہے
زبانِ خامہ پر صلّ علیٰ ہے

زبان تر ہے موجِ آبِ کوثر
ہر اک تارِ نفس ہے دودِ عنبر

قلم ہے آج رشکِ شاخِ مرجان
مدادِ عنبرین ہے مشک افشان

شعاعِ مہر ہے ہر تارِ مسطر
ورق ہے روکشِ خورشیدِ محشر

نہ کیونکر شور ہو صلّ علیٰ کا
تصوّر ہے جنابِ مصطفیٰؐ کا

جو محبوبِ خدائے کبریا تھے
سراپا مظہرِ نورِ خدا تھے

قدِ بالا نہالِ باغِ جنت
فدا سو جان سے جس پر قیامت

سوادِ زلف شامِ لیلۃ القدر
جمالِ روے روشن غیرتِ بدر

نقاطِ خال روے مہر طلعت
سویدائے دلِ حورانِ جنت

لبِ جان بخش رشکِ آبِ حیوان
خضر بھی سبزۂ خط پر تھے قربان

دُرِ دندان درخشان مثلِ انجم
بہارِ صبح اندازِ تبسم

وہ تھا سیبِ زنخدان روح پرور — ملک صلِّ علیٰ پڑھتے تھے جس پر
گلا تھا یا صراحی نور کی تھی — قلم[لہ] شیشے کی یا بلّور کی تھی
برنگِ آئینہ تھا صاف سینہ — دُرِ اسرار عرفان کا خزینہ
جسے کہتے ہین سب مُہرِ نبوت — وہ تھی اِک خاتمِ گنجِ حقیقت
اب اس سے بڑھکے کیا کہئے کہ کیا تھی — وہ اِک آئینۂ وحدت نما تھے
سوے ہستی ہوئے جب رونق افروز — گری ابلیس پر برقِ جگر سوز
چمک اوٹھا یکایک بختِ اسلام — زمین پر گر پڑے منہ کے بل اصنام
یہ چھایا رُعبِ حکمِ شاہِ اسریٰ — کہ کانپ اوٹھا یکایک قصرِ کسریٰ
کیا سوئے قمر جس دم اشارہ — ہوا مثلِ دلِ دشمن دوپارہ
براقِ بادِ پا پر برق آسا — زمین سے پہونچے تا عرشِ معلیٰ
ہوا قربِ خداوندِ دو عالم — ہوئے کیا کیا نیاز و ناز باہم
ادب اب مانعِ طولِ سخن ہے — خیالِ این و آن مُہرِ دہن ہے

آغاز داستان

اِدھر آ ساقئ میخانۂ شوق — خرابِ بادۂ پیمانۂ ذوق
قدح نوشِ مئے عشقِ دل افروز — کبابِ آتشِ حسنِ گلو سوز
سرِ خم سے اُٹھا دے آج سرپوش — پلا دے بادۂ غارتگرِ ہوش
بنے جس طرح جام مے پلا دے — اگر کم ہو تو کچھ پانی ملا دے
طبیعت مین جو آ جائے روانی — دکھا دون جوشِ دریائے معانی
دہن سے بحرِ مضمون موجزن ہو — زبان سرچشمۂ شعر و سخن ہو

لہ قلم بمعنی کلک مذکر ہے اور بمعنی مینائے شراب و شاخ بلّور مونث ۱۲ از عرشی ؛

کرے کلکِ آج وہ گوہر فشانی
کہ ہون دُرِّ عدن بھی پانی پانی

مری فکرِ رسا جو ہر دکھائے
تہِ بحرِ سخن غوطے لگائے

نکالے سیکڑون دُرِّ مضامین
جوابِ آب و تابِ نظمِ پروین

چمک اوٹھے مری نظمِ گہربار
ڈھلے ہون نور کے سانچے مین اشعار

سخن آئینۂ رازِ نہان ہو
قبولِ عام اندازِ بیان ہو

کہون افسانۂ عشقِ جنون خیز
سناؤن داستانِ حیرت انگیز

عظیم آباد مین اک نوجوان تھا
ریاضِ حُسن کا سروِ روان تھا

نہالِ بوستانِ عیش و آرام
گلِ گلزارِ استغنا حسن نام

ہر اک فکرِ جگر فرسا سے بیغم
شبابِ آرزو سے شاد و خرّم

نہ تھا آگاہ جورِ آسمان سے
نہ واقف لذّتِ دردِ نہان سے

جو اکدن اوسکی لہرائی طبیعت
ہوئی دریا کی جانب دل کو رغبت

بڑھا گھر سے برنگِ موجۂ آب
چلا باہر مثالِ اشکِ بیتاب

جو وحشت مین لبِ ساحل وہ پہونچا
قدم لینے کو آئی موجِ دریا

نسیمِ صبح نے کی پیشوائی
برنگِ گُل گلی دل کی کھلائی

جو پایا شوقِ دل کا کچھ اشارہ
ہر اک جانب ہوا محوِ نظارہ

نظر آیا یکایک شورِ محشر
پڑی آنکھ اک بتِ کافر ادا پر

پری وش - ماہ سیما - مہر طلعت
بلا قامت - قیامت قہر آفت

دو زلفین موبمو شکلِ سلاسل
خمِ گیسو کمندِ آہوئے دل

قیامت مانگ کی باریک تحریر
رہِ آبِ بقا یا چشمۂ شیر

جبین یا کوئی ٹکڑا چاند کا تھا
سحابِ زُلف مین کچھ کچھ چھپا تھا

نگارستانِ چین چین جبین تھی
خطِ موجِ شرابِ آتشین تھی

بھوین محرابِ ایوانِ قزح تھین — سپہرِ حُسن کی قوسِ قزح تھین
جگر دوزِ حسینان تیرِ مژگان — اُترتے تھے دلون مین شکلِ پیکان
شرارت مست آنکھون مین بھری تھی — سبو مین مے کہ شیشے مین پری تھی
نگاہِ چشمِ پُرفن فتنہ پرداز — قدح نوشِ شرابِ شوخی و ناز
سو جاتی تھی یہی باریک بینی — کہ شمعِ حُسن کی اِک لو تھی بینی
لبِ شیرین تھے رشکِ شہد و شکر — جوابِ لذتِ قندِ مکرر
حلاوت یہ دمِ شکّر فشانی — بھر آتا زاہدون کے مُنہ مین پانی
نظر آتے جو اوس گُل کے کہین گال — ٹپک پڑتی جنابِ شیخ کی رال
دہن تھا غنچۂ سربستۂ راز — گلِ عارض بہارِ گلشنِ ناز
چمک اُٹھتے جو دندان مثلِ اختر — تو ہو جاتے تھے پانی پانی گوہر
نقاطِ خالِ عارض پیارے پیارے — پری کی پتلیان آنکھون کے تارے
نظر پڑتی اگر سیبِ ذقن پر — غضب کی اوس پڑ جاتی چمن پر
گلا تھا گردنِ مینا کی صورت — برنگِ مے ٹپکتی تھی لطافت (محاورہ ۱۲)
بہارِ سروِ قد بھی اوٹھتی کوپل — نہال نوجوانی کے تھے دو پھل
جو پڑ جاتی نظر لوحِ شکم پر (پرستان ۱۲) — پھسل کر صاف گر پڑتی قدم پر
سنبھل سکتی نہ تھی جوشش صفا سے — الگ ہو جاتی ران و ساقِ پا سے
[illegible]تا ملتا نہ کچھ موئے کمر کا — کہ ہر رشتہ وہ تھا تارِ نظر کا
[illegible]لاے جانِ قیامت خیز رفتار — صداے صُور تھی چھاگل کی جھنکار
[illegible]ی ہمجولیان گرد اوسکے ہمراہ — نظر آتے تھے تارے ہالۂ ماہ
[illegible]رض اِس شان سے وہ ماہ کامل — ہوئی رونق دہِ آغوشِ ساحل
[illegible]سن کے اِک نظر مین اوڑ گئی ہوش — ہوا دریاے دل مین عشق کا جوش

پریشان ہوگیا گیسو کی صورت
رہا اُفتادہ شکلِ سایہ دم بھر
مگر پھر بیدلی سے تلملایا
تحیّر سے بنا تصویر بیجان ٔ
یکایک اوس پری کی لڑ گئی آنکھ
جو دیکھی اُسکی حسرت خیز حالت
کہا دل مین کہ یہ کیا ماجرا ہے
مگر کچھ سُوچ کر شرما گئی وہ
حیلے سے پھیر لین آنکھین اودھر سے
ادا سے اوسنے پھر پوشاک اتاری
نظر آیا تنِ نازک جو عُریان
کیا ٹکڑہ بُتِ کافر نے اوسپر
دکھا کر حلقۂ زلفِ گرہگیر
جو دُھویا پنجۂ دستِ حنائی
ادا سے دھو کے زلفِ عنبرین کو
نہانے کو جو دریا مین در آئی ٔ
ہوئی محوِ نظارہ چشمِ گرداب
ہوئی جب غوطہ زن وہ ماہ پیکر
نظر آتی تھی یون وہ رشکِ ناہید
نہاتے مین جو پھیلے زلف کے بال

زمین پر گر پڑا آنسو کی صورت
مثالِ درد اُٹھا پھر آہ بھر کر
زمین پر ضعف نے آخر بٹھایا
سراپا صورتِ آئینۂ حیران
جوانِ خستہ دل پر پڑگئی آنکھ
ہوئی اکبار غرقِ بحرِ حیرت
یہ غمکش کیون تحیّر آشنا ہی
ہوئی آب آب جب تہہ پاگئی وہ
مگر اک تیرِ غم گزرا جگر سے
رہی زیبِ بدن صرف ایک ساری
ہوا جامے سے باہر مہرِ تابان
کمر تک کھولدی زلفِ مُعنبر
کیا پیلِ فلک کو پابزنجیر
غضب کی آگ پانی مین لگائی
کیا برباد بُوئے مشکِ چین کو
حباب و موج نے کی جبہہ سائی
رگِ بسمل بنا ہر موجۂ آب
گھڑون پانی پڑا آبِ گہر پر
کہ گویا برجِ[1] آبی مین ہے خورشید
بنے حیوان آبی کے لئے جال

[1] برج آبی بروج دوازدہ گانہ مین سے ایک برج کا نام ہے ۱۲ ر ع ؎ ؎

نہا دھو کر نکل آئی بصد آب ‎ چمک کر جس طرح بادل سے مہتاب
سراپا رنگین موجین پٹک کر ‎ بنا دریا سراپا دیدۂ تر
دلِ گرداب کھا کر داغِ فرقت ‎ بھر آیا دیدۂ عاشق کی صورت
نچوڑے اوس نے جسمِ گیسوے تر ‎ ہوا روشن کہ ٹوٹی سلک گوہر
جو دیکھی زلفِ تر کی دُرفشانی ‎ ہوا ہر چشمۂ خور پانی پانی
نیا جوڑا جو پہنا اوس پری نے ‎ قیامت ڈھائی حُسنِ کافری نے
یہ عالم دیکھ کر اوس سیمتن کا ‎ ہوا قابو سے دل باہر حسن کا
جگر پر ہاتھ رکھ کر کھینچی اک آہ ‎ بُتِ کافر کے دل مین جینے کی راہ
تڑپ اوٹھی رگِ بسمل کی صورت ‎ جگر پر چوٹ کھائی دل کی صورت
سنبھالا کچھ دلِ ناوک نشان کو ‎ نگاہِ یاس سے دیکھا جوان کو
ہوا ثابت یہ اوس رشکِ قمر پر ‎ کہ مجھپر مر رہا ہے یہ مقدّر
مری زلفون کا ہے یہ پا بزنجیر ‎ بنا ہے ناوکِ مژگان کا نخچیر
اوڑے ہوش اوسکے رنگِ روکی صورت ‎ اولجھکر رہ گئی گیسو کی صورت
کبھی دل مین خیالِ آبرو تھا ‎ غمِ رسوائیِ ہر چار سو تھا
کبھی افسوس حالِ نوجوان پر ‎ تاسّف عاشقِ آشفتہ جان پر
جو تھین ہمجولیان ساتھ اُس پری کے ‎ نہ کچھ سمجھین کرشمے دلبری کے
وہ یکسر بیخبر اس راز سے تھین ‎ نہ کچھ واقف نیاز و ناز سے تھین
نہ تھین آگاہ عشقِ فتنہ گر سے ‎ کہ اک تیر اور گزرا دو جگر سے
کہا اوس ماہ سے اے شام سُندر ‎ بہت دن چڑھ گیا جلد اب چلو گھر
کہا یہ اور اوٹھاے پاے رفتار ‎ چلی ساتھ اونکے وہ مہوش بھی ناچار
بڑھی آگے جو اوس آشفتہ جان سے ‎ تڑپ کر رہ گئی دردِ نہان سے

ہوا دو اک قدم چلنا بھی مشکل
نظر آیا حسن کو جب یہ نیرنگ
زمین سے وہ بھی مثلِ گرد اوٹھا
بگولے کی طرح کچھ خاک اوڑائی
کمندِ جذبِ الفت کی کشش سے
ہوئی گو آشنائے ضبط وہ حور
نگاہِ یاس سے پھر پھر کے دیکھا
اِدھر وحشت اودھر وارفتگی تھی
اِدھر ہر لحظہ جوشِ اشکباری
اِدھر وہ نوجوان کہتا تھا دِل مین
مرا دل آج قابو مین نہین ہے
بنا کر تیرِ اُلفت کا نشانہ
اودھر کہتی تھی وہ زہرہ شمائل
مجھے کیا کوئی شیدائی بنا ہے
کھلائیگا گُل اِک دِن عِشق کا فر
نہ ہرگز راز یہ پنہان رہے گا
کھٹکتی تھی خیالِ این و آن سے
اولجھتی تھی کبھی کاکُل کی صورت
کبھی مثلِ کمر بل کھاتی غم سے
بناوٹ سے کبھی چھل بل کبھی ناز
جو چلتی تھی کبھی ناز و ادا سے

محبت کھینچتی تھی دامنِ دل کو
رہا پھر کچھ نہ پاسِ عزّت و ننگ
بہت بیتاب مثلِ درد اوٹھا
عجب وحشت زدہ صورت بنائی
چلا بل کھاکے آخر پیچھے پیچھے
مگر تھی اضطرابِ دِل سے مجبور
بہانے سے اوسے ہر پھر کے دیکھا
اِدھر حسرت اودھر دِل تفتگی تھی
اودھر ہر اِک قدم پر بیقراری
پھنسا مین کس بلائے جان گسل مین
جگر کی طرح پہلو مین نہین ہے
مجھے اب کیا دکھاتا ہے زمانہ
کہ میرا اِس طرح کیون ہوگیا دل
بلا سے میری سودائی بنا ہے
اوڑیگی یہ خبر بو ہو کے آخر
سنے گا جو کوئی وہ کیا کہے گا
جگر مین تھی خلش وہم و گمان سے
پریشان تھی کبھی سنبل کی صورت
کبھی دمساز آہِ نیمدم سے
دکھا دیتی تھی معشوقانہ انداز
نمایان شوخیان تھین نقشِ پا سے

کوئی کیا جانے اس ناز و ادا کو
وہی کچھ سمجھے جو عاشق ہوا ہو

غرض اس طرح دونوں غم رسیدہ
رواں تھے مثل موج آب دیدہ

کہ اتنے مین وہ پہونچی اپنے گھر تک
منور ہو گئے دیوار و در تک

سحر سے انتظار اوس ماہ کا تھا
برنگ چشم عاشق در کھلا تھا

قدم رکھا جو سنگ آستان پر
نظر کی مڑ کے حسرت سے جوان پر

گلے جب مل گئین دونون نگاہین
ہوئین رخصت طلب سینے سے آہین

مگر لوگون کی غمازی کے ڈر سے
سوئے در پھر گئی جھٹ پٹ اودھر سے

لیے اک داغ پہلوئے جگر مین
در آئی حلقۂ آغوش در مین

افق مین ہو گیا خورشید پنہان
کہ بدلی مین چھپا ماہ درخشان

ادھر وہ نوجوان سینہ افگار
بنا حیرت نمائے نقش دیوار

رہا کچھ دیر بےحس شکل تصویر
سر زلف دوتا سے پا بزنجیر

خیال کی ۱۲

جو پھر بھڑکا جنون فتنہ سامان
چلا کوئے صنم سے چاک دامان

کبھی چلتا کبھی وہ لڑکھڑا کر
برنگ اشک گر پڑتا زمین پر

تڑپتا تھا کبھی بسمل کی صورت
کبھی اوٹھتا تھا درد دل کی صورت

بڑھا جب صدمۂ درد جدائی
غضب کی چوٹ پر چوٹ اوسنے کھائی

لہو آخر ہوا دل کیا جگر تک
بڑی مشکل سے پہونچا اپنے گھر تک

جوش وحشت

کہان اے ساقئ نازک ادا ہے
خبر ہے کچھ کہ میرا حال کیا ہے

تری الفت نے کچھ ایسا ستایا
کہ فرقت مین کلیجا منہ کو آیا

خوش آتی ہے مجھے نرگس نہ سوسن
دکھا دیتی ہے دل گلگشت گلشن

مجھے اٹکھیلیان بادِ سحر کی ٭ ہوئی ہین چٹکیان دردِ جگر کی

مری آنکھون سے جاری بحرِ خون ہے ترقی پر مرا جوشِ جنون ہے

صدائے خندۂ چاکِ گریبان دکھاتی ہے مجھے راہِ بیابان

مے گلگون پلا یہ کچھ ایسی اِس دم بھلا دے میرے دل سے صدمۂ غم

سناؤن قصۂ دیوانۂ عشق کہون نیرنگئ افسانۂ عشق ٭

کہ جب پہونچا حسن اپنے مکان مین ہوا مصروف فریاد و فغان مین

کبھی اوٹھتا مثالِ دردِ فرقت کبھی وہ بیٹھ جاتا دل کی صورت

کبھی وحشت مین دامن جھاڑتا وہ کبھی جیب و گریبان پھاڑتا وہ

اگر گھبرا کے سوئے باغ جاتا ٭ برنگِ لالہ دل پر داغ کھاتا

جو سنتا نالۂ پُر دردِ بلبل گریبان چاک کرتا صورتِ گل

نظر آتے نہالِ سرو و شمشاد جوابِ نالۂ پامالِ بیداد

روان ہر لحظہ اشکِ دیدۂ تر زبان پر شام سندر شام سندر

اعزّا نے جو دیکھا اوس کا یہ رنگ تو سمجھے جوشِ وحشت کا ہے نیرنگ

جنون اوسکا یہ آخر رنگ لایا لہو لینے کو اک فصّاد آیا

ہوئی تدبیر گو اصلاحِ خون کی رہی پھر بھی وہی حالت جنون کی

نہ جب یارون سے کچھ بن آئی تدبیر کیا اوس ناتوان کو پابزنجیر

کئے ہر چار جانب گھر کے دربند مثالِ مردمک رکھا نظربند

خیالی کھینچکر تصویر دلبر وہ یون کہنے لگا اک رات روکر

تجھے اے شام سندر کچھ خبر ہے کہ میرا حال کیا شام و سحر ہے

محبت مین تری کیا آفت آئی ٭ ترے غم مین کڑی کیسی اوٹھائی

تری الفت مین دیوانہ بنا مین جہان مین ننگِ افسانہ بنا مین

لہو میرا ہوا کچھ نذرِ نشتر
اسیرِ زلفِ پُر خم ہے وہان دل
تری چھل بل نظر مین پھر رہی ہے
وہ چلنا ناز سے دامن اوٹھا کر
کبھی ہے ہاتھ پیوندِ گریبان
جو گھر تھا بزمِ عیشِ جاودانہ
یہ کہتے کہتے آخر سو گیا وہ
رہا کچھ دیر تک جب محوِ آرام
حسن کے پاس آ پہونچی اَدا سے
ہوا جسدم شرف اندوزِ دیدار
اِک آہِ نیمکش کھینچی جگر سے
بھر آیا اوس پری کا دل جو غم سے
کہا پھر اے گرفتارِ مصیبت
فدا جب سے کہ تو مجھپر ہوا ہے
جدائی مین جو تو نے آہ کی ہے
تڑپتی ہون مین دِن رات اپنے گھر مین
مگر یہ کیا ترے دل مین سمائی
کبھی یکجا ہوے ہین کفر و اسلام
رہے اتنا خیالِ شام سُندر
بنے جس طرح ضبطِ نالہ کرنا
کبھی لب پر نہ آئے نام میرا

بہا کچھ چشمِ تر سے اشک ہوکر
یہان ہے پاؤن مین بندِ سلاسل
برابر برق دل پر گر رہی ہے
بپا کرتا ہے دِل مین شورِ محشر
کبھی ہے شغلِ چاکِ جیب و دامان
ہوا ہے میرے حق مین قیدخانہ
رہا بندِ اَلم سے ہو گیا وہ
نظر آئی یکایک وہ گُل اندام
مگر نیچی نظر جوشِ حیا سے
بنا پروانۂ شمعِ رُخِ یار
نکل آئے کچھ آنسو چشمِ تر سے
وہ آنسو گوشۂ دامن سے پونچھے
اسیرِ حلقۂ زنجیرِ وحشت
مرا دِل آپ سے باہر ہوا ہے
سِنان سی میرے دل مین راہ کی ہے
غضب کی ہوک اُٹھتی ہے جگر مین
کہ مجھکو ہے خیالِ آشنائی
رلی ہے صبحِ روشن سے کہین شام
کہ حرف آنے نپائے آبرو پر
نہ بھولے سے بھی آہِ سرد بھرنا
کہ ہوگا راز طشت از بام میرا

شگوفہ پھر یہ چھوڑا اوس پری نے
کہ عاشق کے گلے مین ڈال کر ہاتھ

خدا حافظ ترا جاتی ہون اب گھر
مگر دل سے نہ مجھکو بھول جانا

یہ کہکر ہوگئی غائب نظر سے
ہوئی دم مین ہوا وہ صورت بو

حسن نے خواب مین اِک چوٹ کھائی
کھلین آنکھین تو دل بیتاب پایا

کبھی وہ جانبِ در دیکھتا تھا
تقاضائے جنون تھا گھر سے چلئے

برنگِ نکہتِ زلفِ پریشان
بہت پڑتی رہی گو پاؤن زنجیر

مگر سر دھڑ سے دے مارا زمین پر
لہو سر سے بہایا فصد کھولی

احبّا کو نظر آیا جو یہ رنگ
کہا جب اِس کا یہ حالِ زبون ہے

رہیگا بند اگر یہ صورتِ در
مناسب ہے خدا پر چھوڑ دینا

ہوا جب اتفاقِ رائے احباب
کھلایا گُل بہارِ دلبری نے

کہا رُو رُو کے آہِ سرد کے ساتھ
مرے غم مین نہ کرنا حال ابتر

کسی گُل پر نہ ہرگز بھول جانا
ہوئی اوجھل نگاہِ چشمِ تر سے

پری تھی ہوگئی آخر اوڑ پھو
جگر تڑپا کڑی دل نے اوٹھائی

وہ جلوہ اِک خیال و خواب پایا
کبھی حسرت زدہ گھر دیکھتا تھا

گریبان پھاڑ کر باہر نکلئے
جنون مین لیجئے راہِ بیابان

گریبان بھی ہوا طوقِ گلوگیر
گلال اوڑنے لگا لوحِ جبین پر

جنون نے خوب کھیلی اوس سے ہولی
ہوئے غنچے کی صورت غم سے دلتنگ

تو پھر بیکار تدبیرِ جنون ہے
تو مر جائیگا اِکدن سر پٹک کر

ہر اِک بندِ سلاسل توڑ دینا
کڑی توڑی کیا وا حلقۂ باب

جذبۂ عشق

پلا ساقی مئے گلرنگ مجھکو
دکھا پھر جلوۂ نیرنگ مجھکو

جمالِ دخترِ رز کا ہون مشتاق
کہان تک صبر طاقت ہو گئی طاق (محاورہ ۱۲)

پلا وہ بادۂ پرجوش مجھکو
کہ پھر پہرون نہ آئے ہوش مجھکو

بہارِ کیف صہبا گل کھلائے
عروجِ نشۂ مے رنگ لائے

طبیعت مین مئے مضمون کا ہو جوش
سناؤن حالِ مردِ خود فراموش

کہ جب چھوٹا حسن بندِ گران سے
مثالِ آہ نکلا اُس مکان سے

رہا مثلِ غبارِ دشت برباد
جگر مین داغ لب پر شورِ فریاد

ہوا جسدم گریبانِ سحر چاک
چلا کوئے صنم کو وہ جگر چاک

لبون پر شکوۂ نیرنگ تقدیر
زبان منت کشِ آہِ گلوگیر

شکستِ رنگِ عارض وحشت انگیز
صدائے نالۂ دل درد آمیز

جنون مین خاک اوڑاتا تھا جو اکثر
پڑے تھے کچھ خس و خاشاک سر پر

وہ جب پہونچا قریبِ قصرِ دلدار
جگر سے کھینچی اک آہِ شرربار

ادب سے صورتِ دامن قدم پر
گرے طفلِ سرشکِ دیدۂ تر

بڑھے پابوس کو تارِ گریبان
جھکا تعظیم کو ہر چاکِ دامان

بنا وہ کوچہ آشوب پرور
ہجومِ خلق سے میدانِ محشر

نظر آئے جو آثارِ شرافت
ہوئی آئینہ سان ہر اک کو حیرت

تعجب سے یہ پوچھا نام کیا ہے
کہان ہے گھر تمھارا کام کیا ہے

لبون پر شکوۂ بیداد کیون ہے
زبان منت کشِ فریاد کیون ہے

ہوئے کیون ہاتھ مشتاقِ گریبان
کتان کی طرح کیون ہے چاک دامان

بہا ہے خون کیون لوحِ جبین پر
شفق پھولی ہے کیون ماہِ مبین پر

جنون پرور ہے کیون صورت تمھاری
ہوئی ہے کب سے یہ حالت تمھاری

کہا اُس نے کہ ننگِ خانمان ہون
جنون سے ہو رہا ہون آجکل تنگ
نہ غربت کا اَلم پروانہ گھر کی
جو چاہا کھولے رازِ حیرت آگین
جو گھر مین یہ خبر اوس مہ کے پہونچی
کوئی باہر ہوئی در سے نکل کر
جو دیکھا شام سندر نے یہ عالم
کہا لوگون سے یہ کیا ماجرا ہے
کوئی بولی گلی مین اِک جوان ہے
فغانِ ممکش پر لب ہا بیٹھے ہیں
وہ ہے گو مبتلائے رنج و آفت
جنون نے اُسکو دیوانہ کیا ہے
یہ سنتے ہی ہوا دل اُسکا دھک سے
خیالِ عاشقِ ناشاد آیا
بڑھی جھجکی ہٹی پیچھے کئی بار
کبھی اوجھن کبھی تھی لغزشِ گام
ہوئی جب جلوہ گر وہ ماہ چھت پر
بر آئے مدعائے دل کرن کے
نظر آئی جو وہ جامے سے باہر
جو مثلِ آفتاب آئی لبِ بام
ملین آنکھین جو اُوس تصویرِ غم سے

غبارِ کوچہ آہ و فغان ہون
دکھاتا ہے زمانہ اپنے نیرنگ
خبر ہے پاؤن کی مجھکو نہ سر کی
ہُوا اُٹھ کر دہن وہ خوابِ دوشین
پڑھی ہر اک کے دلمین کھلبلی سی
کوئی چھت کی طرف دوڑی سنبھل کر
اوٹھی بل کھا کے مثلِ زلفِ پُرخم
کہو سچ مچ کہ آخر بات کیا ہے
سراپا شکلِ شاخِ زعفران ہے
پریشان بال ہین کپڑے پھٹے ہین
مگر صورت سے پیدا ہے شرافت
گھر کو خاکِ ویرانہ کیا ہے
ہوئی کاوش جگر مین وہم و شک سے
وہ ناکامِ تمنّا یاد آیا
چلی پھر جذبِ دل سے ہو کے ناچار
غرض جون تون کئے طے زینۂ بام
قدم لینے کو دوڑا بھر انور
لئے بوسے لب و خال و دہن کے
اوڑھائی دھوپ نے زرتار چادر
نظر آیا ہجومِ غم سے دن شام
ہوئی بیکل وہ بُت درد و الم سے

جو دیکھی اوسکی حالت ٹوٹی پھوٹی
نگاہِ عاشقِ مہجورِ ناکام
ہوا بیخود جو دیکھا جلوۂ یار
اِدھر نکلی حسن کے دل سے اِک آہ
محبت کی لگی اِک چوٹ دل پر
جو چھیڑا اوسکو فرطِ ناخوشی نے
گری چھت سے یکایک وہ دل آرا
کھڑا تھا وہ جوانِ خود فراموش
جو گردِ ماہ ہالہ بنکے ہاتھ
سیہ زلفیں بکھر آئیں جو رُخ پر
بہم تھا ارتباطِ گبر و دیندار
زمین پر یون وہ مشتاقِ اجل تھے
یہ عالم دیکھ کر اِک خلق ٹوٹی
کسی نے سر ہجومِ غم سے پیٹا
رہے کچھ دیر تک دونوں ہم آغوش
ہجومِ خلق و شورِ نوحہ گر سے
ہوا دل میں جو خوفِ بدگمانی
پسینا آ گیا لوحِ جبین پر
ادا سے آپ کو جھٹ پٹ سنبھالا
پکڑ کر ہاتھ پھر اُس نیمجان کے
حسن اوٹھا جو دودِ آہ بنکر

درا کی طرح چھاتی غم سے کوٹی
ہوئی حسرت سے پابوسِ لبِ بام
گری بجلی جب آنکھیں ہو گئیں چار
ہوئی بیچین اودھر وہ غیرتِ ماہ
تڑپ کر رہ گئی وہ حور پیکر
لیا آغوش میں آخر غشی نے
ہوا روشن کہ ٹوٹا کوئی تارا
لپک کر لے لیا پھیلا کے آغوش
زمین پر گر پڑے غش کھا کے اک ساتھ
چھپا دامانِ شب میں مہرِ انور
بنی تھی رشتۂ تسبیح زُنّار
کہ گویا شوق میں دست و بغل تھے
قلق میں بال نوچے چھاتی کوٹی
کسی نے دیدیا پانی کا چھینٹا
بڑی مشکل سے پھر آیا اُنھیں ہوش
اوٹھے گھبرا کے خاکِ رہگذر سے
ہوئی وہ حور پیکر پانی پانی
گھٹا سی چھا گئی ماہِ مبین پر
حیا و شرم سے گھونگھٹ نکالا
گلی سے لائے لوگ اندر مکان کے
رہا استادہ مثلِ راہ بنکر

حقیقت سے نہ تھا کوئی بھی آگاہ ۔ نہ سمجھے یہ کہ دل کو دل سے ہے راہ

کوئی بولا جھپیٹا ہو گیا کیا ۔ ہوا دھوکا کسی کو چشمِ بد کا

کوئی بولا کہ وہ دیوانہ زار ۔ نظر آیا پریشان زیرِ دیوار

نہین دیکھا گیا وہ حالِ جانکاہ ۔ زمین پر گر پڑی غش کھا کے ناگاہ

اودھر وہ حیرت آگین گفتگو تھی ۔ اِدھر نادم حسن کی آرزو تھی

جو سوچا اپنے دلمین وہ دلِ فگار ۔ ٹھہرنے مین ہے اب رسوائے یار

ہوا آندھی وہان دم بھر نہ ٹھہرا ۔ بگولے کی طرح لی راہِ صحرا

نیرنگ گدائی

یہ پردہ ساقیِ مینوش کبتک ۔ رہیگی دخترِ رز روپوش کبتک

گدائے کوچۂ پیرِ مغان ہون ۔ خرابِ بادۂ الفت نشان ہون

تری بھٹی رہے آباد داتا ۔ فقیرون کا بھی دل کر شاد داتا

مرے لب سے لبِ ساغر ملا دے ۔ اچھوتا بادۂ گلگون پلا دے

چڑھے نشہ جو صہبائے سخن کا ۔ کہون افسانۂ دلکش حسن کا

فراقِ یار مین وہ خود فراموش ۔ برنگِ بوئے گل تھا خانہ بردوش

پڑے تلوون مین چھالے پاؤن چھولے ۔ گلے اُٹھ اُٹھ کے ملتے تھے بگولے

رولاتی دن کو یادِ روئے روشن ۔ خیالِ زلف مین شب بھر تھی الجھن

مہ نو سے نظر اسکی جو لڑتی ۔ جگر پر عشق کی تلوار پڑتی

فلک پر جب نظر آتے تھے تارے ۔ اوبل پڑتے تھے آنسو غم کے مارے

خیالِ گوہرِ دندان مین روتا ۔ رُخِ گلگون سے گردِ راہ دھوتا

قدم لیتے تھے جب خارِ مغیلان ۔ دُکھا دیتی دل اوسکا یادِ مژگان

کبھی ہمشکل گردِ کاروان تھا | کبھی ہمجادۂ ریگِ روان تھا
کبھی تھا اپنی قسمت پر وہ نازان | کہ ہے مجھپر نگاہِ لطفِ جانان
یہ کب اُمید تھی آہِ رسا سے | ملائیگی مجھے اُس مہ لقا سے
کہان وہ گُل کہان خارِ بیابان | کہان ذرّہ کہان خورشید تابان
کرشمے دیکھئے فضلِ خُدا کے | ملایا یار سے بیخود بنا کے
ہم آغوشی ہوئی در پردہ حاصل | خُدا کا شکر دل سے مل گیا دل
جو یاد آتی بہارِ کوے جانان | بگولے کی طرح ہوتا وہ رقصان
رہا چندے یونہین وہ غم کا مارا | یکایک جوشِ الفت نے ابھارا
ہوا دامن کشِ دل شوقِ دیدار | چلا بیتاب سُوئے کوچۂ یار
ہوئی جب شہر کے اندر رسائی | فقیرِ مست کی صورت بنائی
بھبھوت اوسنے ملا باندھا لنگوٹا | لیا اِک دسینا اور ایک لوٹا
بغل مین مرگ چھالا اِک دبایا | سراپا سوانگ[1] سادھو کا بنایا
گہر تھا خاک مین یا راکھ مین نور | شبِ تاریک مین یا شمعِ کافور
محبت مین بدل ڈالا جو وہ رُوپ | نہ دیکھی چھاؤن پھر اُسنے نہ کچھ دھوپ
ہوا جب چترِ سر[2] خورشیدِ تابان | چلا کوئے صنم کو وہ پُر ارمان
تمنائین دلِ مدہوش مین تھین | اُمنگین ہر قدم پر جوش مین تھین
قدم رکھا جو کوئے دلربا مین | پڑی ہلچل ہجومِ مدعا مین
ترقی پر ہوئی بیتابئ دل | ہوا پیدا جوابِ رقصِ بسمل
ہوا جب آستان بوسِ دریار | فقیرانہ صدائین دین کئی بار
کہا بھگوان کی تمپر دَیا ہو | کرو کچھ دان داتا کا بھلا ہو

[1] سوانگ بضم سین و واو مخلوط بروزن بانگ نہ باظہار واو ۱۲ ع [2] یعنی دوپہر ہوئی ۱۲ ع

وہان جو لوگ چھوٹے یا بڑے تھے ۔ بجی تھی دوپہر غافل پڑے تھے
مگر بیدار تھی اک شام سندر ۔ نہ کل پڑتی تھی اسکو غم سے دم بھر
ہمیشہ وہ خیالِ نوجوان مین ۔ بسر کرتی تھی دربردہ فغان مین
نہ مونس تھا کوئی اور سکا نہ محرم ۔ فقط تھی ایک آہِ سرد ہمدم
گلی کے سامنے کوٹھے پر اکثر ۔ رہا کرتی تھی وہ خورشید پیکر
صدائے بینوا کی چوٹ کھائی ۔ اکیلی شوق مین چھجّے پر آئی
جو دیکھا غور سے اُس نوجوانکو ۔ تو پایا عاشقِ شوریدہ جان کو
وہ غمکش محو تھا اپنی صدا مین ۔ فقیرِ مست کی دلکش ادا مین
جو اوس بُت نے یہ کیفیت نظر کی ۔ کہ ہے اِس بیخبر کو تاک در کی
گلے کا اپنے پھینکا جھٹ سے مالا ۔ دیا داتا نے سونے[ف] کا نوالا
حسن نے سوئے یار آنکھین اوٹھائین ۔ نگاہین بہرِ استقبال آئین
گلے نظرین ملین فرطِ طرب سے ۔ جھُکی پھر گردنِ تسلیم ادب سے
اوٹھا کر اوس جوان نے پھر وہ مالا ۔ مسّرت سے گلے مین اپنے ڈالا
برنگِ صوفیِ سرمستِ عرفان ۔ رہا وہ وجد مین کچھ دیر رقصان
مِلا انمول مالا بخت جاگا ۔ ہوا دیدار سونے مین سہاگا
ہوئے پھر دونون سرگرمِ نظارہ ۔ ترقی خواہِ احسانِ اشارہ
ہوئین چشمِ سخنگو سے جو باتین ۔ محبّت کو ملین دربردہ گھاتین
جو پائی وہ گلی غیرون سے خالی ۔ نگاہِ شوق نے حسرت نکالی
ہوئے پھر آشنا لطفِ سخن سے ۔ یہ پوچھا شام سندر نے حسن سے
کہان ہے گھر تمھارا نام کیا ہے ۔ یہان آنا ہوا کیون کام کیا ہے

ف سونے کا نوالا بیش بہا چیز اسمین ملنے کے علاوہ فقیرانہ صدا کی بھی رعایت ہے ۱۲ ع

کہو سچ سچ کہ ہے کس بات کا روگ
کہا چھوٹی پٹن دیپ مکان ہے
تری الفت مین سودائی بنا مین
جنون مین پھاڑ کر جیب و گریبان
رہا آوارہ مثلِ نکہتِ گل
بنی گرد بیابان غازۂ رو
نظر آیا جو یہ نیرنگ تقدیر
کئی دن تک مجھے رکھا نظر بند
نہ راس آئی او نہین تدبیر میری
اوٹھایا ہاتھ سب نے مجھسے ناچار
کٹی بیڑی ہوئی میری رہائی
ترے دیدار کی حسرت مین ایجان
کبھی نالہ کبھی آنسو بنا مین
سنی جب شام سندر نے یہ تقریر
کچھ آنسو دیدۂ گریان سے ٹپکے
کہا اے خاک بیز کوچۂ غم
جو مین اشنان کو گنگا گئی تھی
تجانے پڑھ دیا کیا تو نے اچھم
غضب کی پُر اثر ظالم تری آہ
مین واری تیری آہِ آتشین پر
حسن نے جب سنی اوسکی یہ تقریر

لیا ہے تمنے آخر کس لئے جوگ
حسن ہے نام کام آہ و فغان ہے
غبارِ کوے رسوائی بنا مین
بنا مین ذرّۂ ریگِ بیابان
پریشان صورتِ گیسوے سنبل
ہوے پا بوسِ دامان ڈھل کے آنسو
کیا یارون نے مجھکو پا بزنجیر
ہوا لیکن جنونِ عشق دہ چند
تھکی سر مار کر زنجیر میری
اوتاری میری زنجیرِ گرانبار
مبارکباد دینے وحشت آئی
ہوا مین پھر غبار آسا پریشان
کبھی مجنون کبھی سادھو بنا مین
ہوئی منت کشِ آہِ گلوگیر
بخارِ دل سرِ مژگان سے ٹپکے
اسیرِ حلقۂ گیسوے پرخم
تجھے خود گم جبھی مین پا گئی تھی
مرا دل ہو گیا قابو سے باہر
کہ پتھر کے بھی دل مین کرتی ہے راہ
گرایا مجھکو کوٹھے سے زمین پر
کہا شرما کے میری کیا ہے تقصیر

یہ جلوے عشق کے اے دلستان ہین
محبت کی یہ سب نیرنگیان ہین

یہ سنکر شام سندر مسکرائی
دلِ عاشق پر اِک بجلی گرائی

نیاز و ناز کا تھا گرم بازار
کہ اِتنے مین ہوئے کچھ لوگ بیدار

ہوئی گھبرا کے رخصت وہ گل اندام
افق مین چھپ گیا مہرِ لبِ بام

حسن بیکل ہوا شامِ الم سے
اندھیرا چھا گیا آنکھون مین غم سے

اوٹھا پہلو مین دردِ ہجر جانکاہ
جگر پر ہاتھ رکھکر کھینچی اک آہ

تڑپ کر رہ گئی یون شام سندر
کہ بجلی جس طرح بدلی کے اندر

رامائن سبھا

غضب دلکش ہے ساقی مے کی بوباس
بدل کر بھیس آیا ہون ترے پاس

اگر پردہ کھلا دشوار ہوگا
گلے کا میرے قاضی ہار ہوگا

چھپا کر کچھ سبُو مے گلگون پلادے
برنگِ گل کلی دل کی کھلادے

حسن کا پھر جو بھڑکا شوقِ دیدار
ہوا منّت کشِ نیرنگ افکار

وہ پُر فن جانتا تھا خوب بھاکا
کسی پنڈت سے ڈھب سیکھا کتھا کا

بھرا پھر روپ اِکدن برہمن کا
جبین پر قشقۂ خوشرنگ کھینچا

کیا کنٹھی سے سوانگ اپنا نرالا
لیا نامِ صنم جپنے کو مالا

حمائل دوش پر زنّار ڈالی
بغل مین ایک پوتھی بھی دبالی

چھپا یون کفر کی ظلمت مین اسلام
کہ گویا دِن نے پہنا جامۂ شام

بدل کر بھیس سوئے[لہ] جوک آیا
کبت سے ایک عالم کو لُبھایا

لہ جو لفظ ہندی علم ہو یا جسکی فارسی مشہور نہو اوسکو بترکیب فارسی استعمال کرسکتے ہین - یہ بحث یادگار وطن مین بسط کے ساتھ لکھی گئی ہے ۱۲ ع ۔ پ

جہان تھا رونق افزا وہ پُر ارمان — وہین تھی باپ کی اُس گل کے دکان

جو دیکھی اُسنے وہ گوہر فشانی — بیان مین وہ فصاحت وہ روانی

یہ سمجھا اپنے دل مین وہ مہاجن — کہ ہے بیشک پنڈت یہ برہمن

کہا کیا نام ہے بولا پرسرام — جو گھر پوچھا تو کاشی جی لیا نام

وہ بولا جوڑ کر ہاتھ اے مہاراج — ہمارے گھر مین کرپا کیجیے آج

کیا ظاہر مین پہلے اوس نے انکار — ہوا راضی بڑھا جب حد سے اصرار

مہاجن نے سر آنکھون پر بٹھایا — سرِ شام اوسکو اپنے گھر لے آیا

ادا کی خوب رسمِ میہمانی — کیا ممنونِ لطفِ قدردانی

ہوا اوس گھر مین یون وہ جلوہ افگن — میانِ دیر جیسے شمع روشن

مہاجن نے ادب سے التجا کی — کہ ہم لوگون کی خواہش ہو کتھا کی

بنے خاکِ قدم آنکھون کا تارا — رہے کچھ روز روشن گھر ہمارا

پھڑک کر بول اُٹھا یون پرسرام — کہ بہتر پنڈتون کا ہے یہی کام

نہین پھولا سمایا وہ مہاجن — سجایا پھولون سے گھر مانند گلشن

ہجوم خلق و جوش سامعین سے — ہوا اک حشر برپا اُس زمین سے

پڑھا جب پاس گدی پر پرسرام — زبان پر رام دلمین حق کا تھا نام

کسی نے پاؤن چومے سر جھکایا — کسی نے ہار پھولون کا پہنایا

کہ اتنے مین پری چہم شام سندر — ہوئی داخل سبھا مین حور بنکر

نظر نیچی کیے پہونچی حیا سے — لیے کچھ ہار ہاتھون مین ادا سے

نہ تھی آگاہ یہ میرا حسن ہے — نہفتہ خاک مین دُرِّ عدن ہے

ادب سے پاس آکر سر جھکایا — قدم کو اُسکے آنکھون سے لگایا

اوٹھا کر سر جو پہنایا اوسے ہار — ہوئی حیرت جب آنکھین ہوگئین چار

لڑی قسمت بنا تقدیر کا کھیل
مِلا جو لطف کوئی کیا بتائے
ادھر گھونگھٹ مین بیٹھی شام سندر
پڑھی تلسی[2] کی رامائن کتھا مین
کہین تھی دھوم شعرِ فارسی[3] کی
فصاحت لوٹ تھی حُسنِ بیان پر
بجا کر آنکھ وہ ہنگامہ افروز
کیا جب اوس نے ذکرِ حُسنِ سیتا
جو عشقِ رام کا نقشا اوتارا
پتے کی بات پاکر شام سُندر
پھڑک اوٹھے وہان جو ہمنشین تھے
رہا چندے یونہین ہنگام افروز
ہوئی جب ختم رامائن کتھا مین
جو دیکھا اب ٹھہرنے مین ضرر ہے
بہت روکا۔ کیا لوگون نے افسوس
کمر باندھی ہوئی جب صُبح روشن
بہانے سے قدم پر شام سندر
دمِ رُخصت ہوا دیدار حاصل

منڈھے[1] باغِ تمنا کی چڑھی بیل
محاورہ ۱۲
وہی سمجھی جو دل پر جوش کھائے
اودھر پنڈت نے کھولا اپنا دفتر
دکھایا زورِ علم اپنا سبھا مین
کہین تھا لطفِ نظمِ بالمیکی[4] کا
تصدق گفتگو لطفِ زبان پر
جمالِ یار سے تھا بہرہ اندوز
سُنایا شام سندر کا سراپا
کہا در پردہ اپنا حال سارا
ادا سے مُسکرا دیتی تھی اکثر
فدائے طرزِ دلکش سامعین تھے
کتابِ عشق کا تھا درس ہر روز
ہوا غُل آفرین کا اوس سبھا مین
کیا ظاہر کہ کل عزمِ سفر ہے
گئے ناچار گھر ہو کر قدم بوس
ہوا حاضر ادب سے وہ مہاجن
گری مانندِ اشکِ دیدۂ تر
کِھلا بادِ طرب سے غنچۂ دل

[1] بیل منڈھے چڑھنا۔ امید بر آنا ۱۲ ع [2] تلسی داس ایک ہندی شاعر کا نام ہے جسنے بھاشا مین بنایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ رامائن نظم کی ہے ۱۲ ع [3] اس قسم کی شعر خوانی اس حسن کی طباعی تھی ۱۲ ع [4] بالمیکی ایک ہندی شاعر کا نام ہے جسنے سنسکرت مین رامائن نظم کی ہے ۱۲ ع

پھلا ہو کر نہال اوس دلستان سے / نسیم صبح نکلی بوستان سے

سامان عروسی

چمن میں آئی ہے ساقی بہار آج / ترنم ساز ہیں کیا کیا ہزار آج

پپیہے عشق کا دم بھر رہے ہیں / غضب مرغ چمن کے چہچہے ہیں

نسیم صبح مشاطہ بنی ہے / بہار سبزہ و گل دیدنی ہے

ہزاروں خوشنما پھولوں کے گہنے / عروس باغ نے بن ٹھن کے پہنے

تبسم ریز ہر گل کی کلی ہے / مسی سوسن نے ہونٹوں پر ملی ہے

بہار لالہ و سرو و سمن ہے / کوئی دولھا کوئی انمیں دولھن ہے

نہیں پھولے سماتے ہیں نہال آج / ہر اک نخل گلستان ہے نہال آج

صبا کا اوج پر بخت رسا ہے / چمن عطر عروسی میں بسا ہے

یہ ہے ہنگام لطف دور ساغر / چھکا دے بادۂ گلگون پلا کر

مری آنکھوں میں بھولے آج سرسوں (محاورہ ۱۲) / سماں جسکا نہ بھولے مجکو برسوں

بہار جوشش مستی گل کھلائے / عروج مے پرستی رنگ لائے

قلم محو عروس داستان ہو / سخن گلگونۂ حسن بیان ہو

بنے مد سرمۂ چشم تمنا / ہر اک نقطہ ہو خال روے معنی

ڈھلے ہوں شعر ہر مصرع ہو رنگین / دولھن ہو شاہد حسن مضامین

کتھا سے ہو کے فارغ وہ مہاجن / ہوا مصروف شادی میں ہمہ تن

یہ چاہا شام سندر کا کرے بیاہ / خوشی سے ہو قران زہرہ و ماہ

کہیں منسوب تھی وہ حور پیکر / ہوئی تاریخ شادی کی مقرر

اوسے مانجھے کا جب جوڑا پنھایا / الگ اک کنج خلوت میں بٹھایا

جو دیکھا شام سُندر نے یہ سامان ہوا وہ کنجِ خلوت اوسکو زندان
کہا افسوس یہ کیا آفت آئی فلک نے کیسی یہ بجلی گرائی
حسن ہے جورِ عشقِ جان گسل مین سمایا آرزو کی طرح دل مین
غضب ہے جو دل و جان سے فدا ہو مثالِ غیر پہلو سے جدا ہو
نہ دیکھی خواب مین بھی جسکی صورت بنے وہ میرے دل کا داغِ حسرت
نہین غیرت یہ کرتی ہے گوارا کہ اک نا آشنا ہو خلوت آرا
اگر اسکا نہ ہوتا کچھ مجھے ڈر کہ پھر جائے گا پانی آبرو پر
نکلتی گھر سے مثلِ نکہتِ گل مین جا ملتی حسن سے بے تامل
لحاظِ طعنِ خویش و اقربا ہے خیالِ این و آن زنجیرِ پا ہے
حسن کا بھی عبث ہے مجھکو ارمان کہ مین ہندو کی لڑکی وہ مسلمان
بہم ہے اختلافِ دین و مذہب ملے کسطرح دن سے تیرہ گون شب
مناسب ہے مرے حق مین یہی بات کہ کچھ کھا کے مرون مین تخت کی رات
یہی کہہ کہہ کے روتی تھی وہ دلہن پڑی تھی سختِ فکرِ جان گسل مین
برات اوسکی جو آئی دھوم کیساتھ لگی اک چوٹ سی دل پر ملے ہاتھ
جلی دل مین برنگِ شمعِ سوزان اوٹھائے پیچ مثلِ عشقِ پیچان
نکالا اسنے خلوت سے پری کو دیا اک داغ ماہ و مشتری کو
سنواری اوسکی زُلفِ عنبر افشان پڑا اولجھن مین پھر سنبلستان
بندھا زلفِ مسلسل مین جو نارا[1] شفق نے جامۂ گلرنگ پھاڑا
یہ ہاتھ آیا مجھے جوئی کا مضمون چڑھا سر پر کسی بیجرم کا خون

بلند ۱۲

[1] اکثر ہنود مین رواج ہے کہ بیاہ کے روز دولھن کے بال کھلے رکھتے ہین۔ مگر بیشتر نارے سے پیچھے کی طرف باندھ دیتے ہین کہ منتشر نہ ہون۔ اور نارا صحیح برا رہندی ہے ۱۲ مؤلف

جو پہنی نتھ فلک پر بندھ گئی دھاک
ہوا غل ہالۂ مہ کی کٹی ناک محاورہ ۱۲

جو کانوں میں پڑے جھمکے کرن پھول
دل و جان سے ہوئے صدقے چمن پھول

دُرِ یکتا ہوئے آویزۂ گوش
فلک پر عقدِ پروین کے اوڑے ہوش

جو پہنی پچلڑی مالا چنہار
ہوئے پھر پھیر کے صدقے سبع سیار

گلے میں جب پڑی سونے کی زنجیر
نظر آئی کرن آہِ گلوگیر ۱۲

جو کی زیبِ گلو نایاب ہیکل
بنایا ماہ کے ہالے کو ہیکل ۱۲

ہوئے جب بانک جوشن زیبِ بازو
دبائے زہرۂ و پروین کے پہلو

جو پہنے ساعدِ سیمین میں کنگن
دوبالا ہو گیا ہاتھوں کا جوبن

کمر میں کردھنی سونے کی ڈالی
شعاعِ مہر کو دی جسنے[له] تالی

پڑی جب پاؤں میں انمول خلخال
ہوا اُٹھ اُٹھ کے شورِ حشر پامال

بھرے[سله] پوروں میں چھلے کس بلا کے
بندھے پر طائرِ رنگِ حنا کے

بندھا جب اُسکے سر زرتار سہرہ
کرن میں چھپ گیا سورج کا چہرہ

دلھن جب بن گئی وہ حور پیکر
فلک نے کر دیے تارے نچھاور

شعلہ افشانی

لگی ہے میرے دلمیں آگ ساقی
ابھی ہے دُخترِ رز سے لاگ باقی

دھواں اُٹھا دلِ اندوہگیں سے
بجھا دے آگ آبِ آتشیں سے

بلا سے دُخترِ رز ہے آگ کے مول گران ۱۲
گرہ میں باندھ زر بوتل کا منہ کھول

جو ہاتھ آجائے جامِ ارغوانی
دکھا دوں اپنی میں آتش بیانی

سپند آسا دلِ دُشمن جلاؤں
گلستانِ سخن میں گل کھلاؤں

له تالی دینا ذلیل کرنا ۱۲ ع   سله یہ شعر اس مثنوی کا خاص حصہ ہے ۱۲ ع

جب آیا وقت رسمِ کدخدائی
کہ ہے بیاہ آجکی رات اُس پری کا
دل اوسکا آتشِ غم نے جلایا
یہ دیکھا لوگ سب دولھا کو لیکر
نظر آیا جو وہ شورِ قیامت
بدل کر بھیس وہ بھی گھر مین پہونچا
ہوا[1] سنکلپ کا جسوقت سامان
ادا کی پنڈتون نے خوش بیانی
جو بھانور[2] کی دل افزا نوبت آئی
حسن[3] کی لائی رنگ آہِ شرربار
ہوا آتشکدہ دم بھر مین وہ گھر
قیامت کی مچی لوگو نمین ہلچل
کوئی کھڑکی سے نکلا کوئی در سے
نہ دولھا کی نہ کچھ پروا دولھن کی
نظر آیا جو یہ حالِ جگرسوز
حسن کا ہو گیا دلِ شکلِ سیماب
دولھن کو گود مین اپنی اُٹھا کر
پکڑ کر ہاتھ اوسکا کھڑکی کی راہ
یہان جوڑہ سے گھبرا کے اندر

حسن نے یہ خبر اوڑتی سی پائی
قران ہے اِک زحل سے مُشتری کا
لپک کر کوچۂ جانان مین آیا
چلے جاتے ہین خوش خوش گھر کے اندر
جگر پر غم سے کھایا داغِ حسرت
تڑپ کر پہلوئے دلبر مین پہونچا
دولھن او بھی بڑھے دولھا کے ارمان
ہوئی طرفین سے اشلوک خوانی
فلک نے قہر کی بجلی گرائی
کسی گوشے سے آگ اوٹھی ہوائی
بنے شہتیر بازوئے سمندر
گرے اِک دوسرے پر ہو کے بیکل
ادھر سے بھاگ نکلے کچھ اودھر سے
پڑی تھی سب کو اپنے جان و تن کی
کہ اب جلتی ہے یہ شمعِ شب افروز
شرارِ شعلۂ اُلفت سے بیتاب
گیا دم بھر مین اِک کھڑکی سے باہر
کسی کا گھر جلے تاپیے کوئی واہ
مثل ۱۲
وہ آخر جل بجھے مانند اخگر

[1] سنکلپ بسین مہملہ وسکون لام دان اور ہنود کے بعض رسوم کا نام ۱۲ [2] بھانور بھی بیاہ کی ایک رسم کا نام ہے ۱۲ [3] یہان حسن التعلیل ہے یہ مقصود نہین کہ فی الواقع حسن کی آہ سے آگ لگ گئی

جو پکڑا آگ نے دولھا کا دامان ۔ جل اوٹھا صورت سروِ چراغان
رہا وہ شعلۂ جوالہ کچھ دیر ۔ ہوا جل بجھ کے آخر راکھ کا ڈھیر
حسن اوس شعلہ رو کو گھر جو لایا ۔ خوشی سے آنکھیں سینکیں ناز اوٹھایا
محاورہ ۱۲۵
جو پایا اوس پری کا کچھ بجھا دل ۔ ہوا صدمے سے کہا اے شمعِ محفل
مرے دل کو ہے تجھسے الفتِ پاک ۔ ہوس کچھ اور اگر ہو جلکے ہون خاک
ذرا بجھ جائے آگ اے غیرتِ شمع ۔ حواس اون دلجلون کے ہولین کچھ جمع
ترے گھر لیچلون تجکو یہان سے ۔ ملا دون تجکو تیرے باپ مان سے
جبھی ہے عشق صادق کی مے جانچ ۔ نہ تیری آبرو پر آئے کچھ آنچ
تسلی دے کے پھر وہ باہر آیا ۔ مثالِ برقِ گرم اوسکے گھر آیا
یہان تھی کیا خبر کولی کنھیّا[1] ۔ اوڑا کر لے گیا سونے کی چڑیا
یہی کہہ کہہ کے ملتے تھے وہ سب ہاتھ ۔ کہ ہے ہے جل گئے دولھا دولھن ساتھ
حسن نے دیکھ کر وہ حال جانکاہ ۔ قدم اپنے اوٹھائے گھر کی لی راہ
دولھن کے پاس آکر یون وہ بولا ۔ ہوا دولھا تمھارا جل کے کولا
بہت ڈھونڈھا پتا ملتا نہین ہے ۔ جلین تم بھی یہی سبکو یقین ہے
ہجومِ غم مین یکسر پیٹتے ہین ۔ کبھی چھاتی کبھی سر پیٹتے ہین
چلو تم کو ملا دون باپ مان سے ۔ کہین ٹھنڈے ہون سوزِ نہان سے
یہ سنکر شام سندر نے بھری آہ ۔ قدم پر گر پڑی وہ غیرتِ ماہ
کہا بیشک تمھین ہے پاک الفت ۔ اسی نے تو بنائی یہ مری گت
کیا تجکو برنگِ برق بیتاب ۔ بنایا دل مرا مانندِ سیماب

[1] کنھیّا ہنود کے ایک اوتار کا نام ہے جو خود بھی حسین تھا اور حسین عورتون کو چاہتا بھی تھا۔ محاورے مین کنھیا حسین آدمی کو کہتے ہین ۱۲ ع

جو کھینچا جذبۂ وحشت نے مجھکو
ہوا جب نشۂ اُلفت دوبالا
مہینون مین رہی حاضر کتھا مین
دکھایا آسمان نے پھر یہ نیرنگ
کہون مین کیا جو دل پر چوٹ کھائی
سمائی تھی مرے دلمین یہی بات
محبت مین نہ کھوتی شان اپنی
یہ دیکھو گوشۂ چادر مین کیا ہے
مجھے ہردم تھی آہِ گرم سے لاگ
وہان حاضر تھے میرے بھاگ سے تم
مرے جلنے کا جب سبکو یقین ہے
نکالوگے جو مجھکو اپنے گھر سے
جلائیگا مجھے سیدا رنڈاپا
تمھارے پاس جب خلوت مین بیٹھی
سقرّہ سب گمانِ بد کرین گے
دل و جان سے بنونگی مین پرستار
یہ سنتے ہی حسن کا دل بھر آیا
کہا اے نوعروسِ بزمِ اُلفت
بہارِ غازۂ رُخسارۂ ناز
عیان تم پر ہے میرا حال سارا
یہ کس مُنہ سے کہون تم پر فدا ہون

گرایا چھت سے اس الفت نے مجھکو
گلے کا دیدیا اشمول مالا
رہی سرگرم دیدار اوس سبھا مین
یکایک بیاہ شادی کا بندھا رنگ
جو بیٹھی مانجھے مین کیا کوفت اوٹھائی
کہ کھاجاؤنگی مین کچھ تخت کی رات
مین دیدیتی سقرّہ جان اپنی
ابھی تک پاس میرے سنکھیا ہے
لگی دل کی جو بھڑکی لگ گئی آگ
اوٹھا لائے مجھے اوس آگ سے تم
تو پھر کچھ خوفِ رسوائی نہین ہے
لگے گی دل مین آگ آہِ جگر سے
جلا یا پھونک دیگا تن سراپا
کوئی کیا جانے کس حالت مین بیٹھی
مرے مان باپ غیرت سے مرینگے
نہ لیجاؤ مرے گھر مجھکو زنہار
اوٹھا کر اوسکو چھاتی سے لگایا
حنا بندِ کفِ دستِ محبت
جمالِ چہرۂ آئینۂ راز
غلامِ زرخریدہ ہون تمھارا
مگر ہان بندۂ ناز و ادا ہون

مجھے ہر دم ہے شوقِ جبہ سائی
مرے دل کو ہے کب تابِ جدائی

مجھے خاطر تمھاری تھی جو منظور
کہی مین نے وہ بات اے غیرتِ حور

مری تم آرزو دل گھر تمھارا
تمھاری خاکِ پا آنکھون کا تارا

مرے گھر مین رہو تم حور بنکر
مری آنکھون مین ٹھہرو نور بنکر

محبت خیز تھی دونون کی ہر بات
نیاز و ناز مین آخر کٹی رات

پیوند مواصلت

رہے ساقی یہ محفل تیری آباد
وصالِ دخترِ رز سے دل کو کر شاد

لگادے جامِ گلگون بیکرب سے
پلادے مجکو تو بنت العنب سے

یہ عالم بادۂ پُر جوش مین ہو
عروسِ مُدعا آغوش مین ہو

ہوئی روشن جو صبحِ عشرت آگین
مرتب کی حسن نے بزم رنگین

مسرت سے احبا کو بُلایا
جگہہ دی دل مین آنکھون پر بٹھایا

ہوا عقدِ نکاحِ بلبل و گلُ
مبارکباد کا برپا ہوا غلُ

دلون مین اشتیاقِ گفتگو تھا
اُمنگون پر مزاجِ آرزو تھا

ہوا جب شاہدِ مہرِ منور
تجلّی بخشِ خلوت گاہ خاور
مغرب ۱۲

سوادِ شام نے گیسو سنوارے
فلک پر مثل افشان چمکے تارے

عروسِ ماہ نے گھونگھٹ اوٹھایا
شبِ اُمید نے جلوہ دکھایا

گل و بلبل ہوئے خلوت مین ہمراز
نیاز و نازِ لطف آگین سے دمساز

ہوئے سرمستِ کیفِ نوجوانی
قدح نوشِ شرابِ کامرانی

ملی لذت جو کچھ جامِ طرب کی
حیا نے ناز سے رخصت طلب کی

ہوئے دست و بغل وہ لذت آشام
لئے مینا نے بڑھ کر بوسۂ جام

بڑھے جب حوصلے جوشِ ہوس کے
گلِ خندان ہوا غنچہ ہوس کے

سرِ مینا ہوا خالی ٹپک کر
لبِ ساغر ہوا گلگون چھلک کر

ہوئے ارمان محوِ لذتِ دل
تمنا نے نکالی حسرتِ دل

ہوا جب گلشنِ امید سیراب
ہوئے دونون قدح نوشِ میٔ خواب

غرض شب بھر رہے دونون ہم آغوش
عروجِ نشۂ عشرت سے مدہوش

ہوئی جب نو عروسِ صبحِ روشن
سریرِ آسمان پر جلوہ افگن

طلوعِ مہر نے نقشا جمایا
چراغِ ماہِ تابان جھلملایا

سمیٹا لیلیٔ شب نے جو دامن
نظر آنے لگا کچھ اور جوبن

نسیمِ صبح نے کی عطر بیزی
گلون نے کی چمن مین مشک بیزی

نوا سنجانِ گلشن نے کیا غل
اوٹھی بستر سے موجِ نکہتِ گل

ہوئے وہ دونون مستِ خواب بیدار
نیاز و ناز کے اوٹھے خریدار

جو چھیڑا دل لگی سے کچھ حسن نے
حیا سے آنکھ نیچی کی دولھن نے

ادھر گھونگھٹ مین بیٹھی وہ پری زاد
اودھر نکلا حسن خلوت سے دلشاد

حسنِ معاشرت

رہے کچھ روز ساقی دورِ ساغر
غنیمت ہے یہ بزمِ روح پرور

بغل مین ہے عروسِ کامرانی
طرب انگیز ہے جوشِ جوانی

تمنا ہے کہ دخترِ رز سے مل کے
نکالون حوصلے کچھ اپنے دل کے

جہان تک ہو سکے لون بوسۂ جام
خدا جانے مرا پھر کیا ہوا انجام

ملے جب بلبل و گل دونون باہم
رہے باغِ جہان مین شاد و خرم

بہارِ شادمانی تھی جو حاصل
رہا خندان ہر اک کا غنچۂ دل

نہ تھا کچھ غم جفائے آسمان کا
خزان کا ڈر نہ کھٹکا باغبان کا

شرابِ وصل سے تھے گاہ مخمور
کبھی تھے نشۂ دیدار مین چور

وہ دونون صورتِ مجنون و لیلیٰ
دل و جان سے رہے معشوق و شیدا

جو ہوتی تھی جدائی اونمین دم بھر
بپا کرتے تھے محشر دل تڑپ کر

رہے برسون وہ دونون بلبل و گل
بہار افروزِ کیفیتِ نشۂ مل

واقعہ جانکاہ

کہون کیا آج اپنا حال ساقی
نہین مجھ مین ہواس و ہوش باقی

روان آنکھون سے موجِ اشک غم ہے
جگر مین جوش دریائے الم ہے

قیامت خیز ہین آہون کے جھونکے
سراسیمہ ہین دل حوصلون کے

تہ و بالا ہے میری کشتیِ دل
نکلنا لجۂ غم سے ہے مشکل

نہین کچھ آس ہو بیڑا مرا پار
سلامت چھوڑ دین منجدھ سے یہ دشوار

تلاطم مین پڑے ہین آج ارمان
یہ جوششِ بحرِ غم لیگا مری جان

پلائے خوب تونے جام گلگون
تری مدیا دلی کا مین ہون ممنون

کسی کا صدمۂ فرقت ہے جانکاہ
نہین اب دخترِ رز کی کچھ مجھے چاہ

بھرا ہے خون سے پیمانۂ دل
اوبلتا ہے مرا میخانۂ دل

بنا ہے سوگ مین ماتم کدہ باغ
گلِ لالہ کے دل مین غم سے ہے داغ

گریبان چاک ہے گلشن مین ہر گل
ہلا دیتی ہے دل فریادِ بلبل

سراپا آہ ہے ہر سرو و شمشاد
چمن مین قمریان ہین محوِ فریاد

جوابِ دیدۂ گریان ہین نہرین
رگِ بسمل بنی ہین آج لہرین

روان ہے اشکِ غم چشمِ قلم سے
کلیجا پھٹ گیا فرطِ الم سے

دگرگون ہو گیا رنگِ زمانہ
حسن کچھ لوگ لیکر اپنے گھر کے
کئی دن عیش و عشرت مین بسر کی
قدم اپنا برنگِ موج اُٹھایا
سوارا وسمین ہوا اسباب کے ساتھ
ہوئی منجدھار مین جس دم سمائی
مثالِ کشتیِ دل پھٹ گئی پال
جو مارا موجِ دریا نے تھپیڑا
نہ "جے[1] گنگا" کا دریا نے کیا پاس
بھنور کی طرح کھا کر پہلے چکر
تہ و بالا ہوئے آبِ روان مین
بنا بیڑی کسیکی موجۂ آب
کوئی ڈوبا کوئی نکلا کسی طرح
حسن آغوشِ دریا مین جو آیا
ہلا منجدھار مین اوسکا نہ کچھ بس
بہت کچھ ہاتھ پاؤن اُسنے جو مارے
یہان لوگون نے اُس سے ہاتھ دھویا
یہ حال صدمۂ جانکاہ سُنکر

سُناتا ہون مصیبت کا فسانہ
گیا اِک سال میلے مین چھتر کے
یکایک لہر آئی دل مین گھر کی
بھو سنجکر گھاٹ پر بیڑا منگایا
چلا گھر کی طرف احباب کے ساتھ
چلی آندھی غضب کی آفت آئی
تڑپ کر رہ گئے سب بے پر و بال
تباہی مین پڑا آخر وہ بیڑا
مدد کرنے کو خضر آئے نہ الیاس
گرے کشتی سے لوگ آخر اولٹکر
پڑی ہلچل غضب کی جسم و جان مین
ہوا حق مین کسی کے طوقِ گرداب
کوئی اوبھر احبابِ بحر کی طرح
بھنور نے اپنی چھاتی سے لگایا
بہا دھارے مین آخر صورتِ خس
تو کوسون بہ کے جا پہونچا کنارے
یہ سمجھے موجِ دریا نے ڈبویا
گری غش کھا کے غم سے [illegible] ششدر

[1] ہندوستان مین ملاح اکثر ہندو ہوتے ہین جب ناو کھلتی ہے تو جے گنگا - یا گنگا جی کی جے بولتے ہین ۱۲ اصلہ باؤن کے واو کو سین مین ملا کر پڑھو کہ تقطیع مین یہ لفظ وتد یعنے سہ حرفی رہے ۱۲ ع

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

ہوئی بیتاب دردِ جانگسل سے ‎ ‎ اِک آہِ سرد کھینچی اپنے دل سے
کیا بیچین جب دردِ نہان نے ‎ ‎ عدم کی راہ لی روحِ روان نے
اوسے تھا عشقِ صادق مرگئی وہ ‎ ‎ وفا کا نام زندہ کر گئی وہ
ہوا کہرام برپا اوسکے گھر مین ‎ ‎ پڑے دو داغ ہر قلب و جگر مین
اوٹھایا آسمان نالون نے سر پہ ‎ ‎ ہوا ہنگامۂ آشوبِ محشر
بگولون نے اوڑائی خاک غم مین ‎ ‎ ڈرانے سینہ کوبی کی الم مین
اوڑا رنگِ رُخِ خورشید ہوش ‎ ‎ شبِ ماتم ہوئی غم مین سیہ پوش
کیئے سنبل نے بال اپنے پریشان ‎ ‎ گلون نے پھاڑ ڈالے جیب و دامان
ہوئے مرغِ چمن دمسازِ شیون ‎ ‎ بنا ماتم کدہ نالون سے گلشن
ہلایا عرش فریاد و فغان نے ‎ ‎ بہائے اشکِ شبنم آسمان نے
ہوا آخر گریبانِ زمین چاک ‎ ‎ کیا اوس مہر سیما کو تہِ خاک

شعلۂ جانگداز

کوئی دم کا ہون مین مہمان ساقی ‎ ‎ نہین سوزِ درون سے ہوش باقی
لپک ہی شعلۂ داغِ جگر مین ‎ ‎ شرارے ہین کہ آنسو چشمِ تر مین
جو آہِ آتشین سے دلکو ہی لاگ ‎ ‎ لگی ہی خانۂ تن مین مرے آگ
دھوان اوٹھتا ہے آہِ آتشین کا ‎ ‎ گھٹا جاتا ہے دم جانِ حزین کا
کباب آسا دلِ بریان ہے میرا ‎ ‎ چکان ہر دیدۂ گریان ہے میرا
کلیجا پک گیا سوزِ الم سے ‎ ‎ پھنکا جاتا ہے سینہ داغِ غم سے
بلا سے آرزو بھی جل کے ہو خاک ‎ ‎ لگی دل کی بجھے "خس کم جہان پاک"
کسی کے غم مین مجھکو سے کیا کام ‎ ‎ ہتھیلی کا پھپھولا ہے مجھے جام

حسن جب اپنے گھر پہونچا بسلامت
سُنا اوس ماہِ وش کا حالِ جانکاہ
اور اوڑائی خاک پھاڑے جیب و دامان
نکل جاتا سوے گورِ غریبان
ہم آغوشِ مزارِ یار ہوتا
اِسی صورت سے جب گزرے کئی روز
کئی دِن سے نیا اک ماجرا ہے
گزر جاتی ہے آدھی رات جبدم
لبِ آبِ روانِ گنگا کے اوس پار [لہ]
اوترتی ہے وہ مثلِ ہودجِ نور
کچھاروں مین کبھی دریا مین بیتاب
یہی اوسکی صدا ہے پُر محن ہے
ترے غم مین اوٹھایا زیست سے ہاتھ
جدائی کا یہ مین نے داغ کھایا
کلیجے سے دھوان اُٹھتا ہی ہر بار
سراسیمہ یونہین کچھ دیر رہکر
یہ سُنتے ہی حسن نے کھینچی اک آہ

نظر آئی وہان شکلِ قیامت
جگر پہ چوٹ کھائی دل سے کی آہ
ہوے طوقِ گلو تارِ گریبان
جلاتا رو کے شمعِ داغِ سوزان
فدا اے تربتِ دلدار ہوتا
سُنا لوگون سے یہ حالِ جگر سوز
ہر اک قصۂ حیرت فزا ہے
نظر آتا ہے ہر سو ہو کا عالم
فلک سے ہوتی ہے اک شی نمودار
خدا جانے پری ہے اوسمین یا حور
پھرا کرتی ہے مثلِ موجۂ آب
کہان کس رنگ مین تو اے حسن ہے
نکل آئی مری جان آہ کے ساتھ
عدم مین بھی کہین مین تجکو نہ پایا
لگی ہے آگ سینے مین دھوان دھار
وہ اُڑ جاتی ہے بامِ آسمان پر
سپند آسا تڑپ کر گھر کی لی راہ

لہ اس دلچسپ مثنوی مین کوئی واقعہ خلاف عقل نہین مگر صرف یہی ایک ایسا حیرت انگیز واقعہ ہے جسمین شاید لوگون کو کلام ہو مگر روح کا کسی نورانی شکل مین متشکل ہو کر آنا ہوتا مستبعد ہے نہ تھا۔ بلکہ جو لوگ مسمریزم کے عجائب و غرائب سے کچھ خبر رکھتے ہین وہ بلا تامل اسکی تصدیق کر سکتے ہین تاہم اگر واقعات پر نظر ہوتی اور متعدد ثبوتونکا لحاظ ہوتا تو نئی روشنی والون کی خاطر سے ہم اسکو فاسفورس کہہ دیتے مگر ہمین یہی کہنا تھا ہے کہ یہ آتش عشق کی حرارت کا نتیجہ تھا

کیے سب یہ واقعات اپنے قلمبند		جو پہونچا اپنے گھر وہ شعلہ پیوند

ملہ حسن کی وہ تحریر یہ ہے۔ اے یاران وفاکیش و احباب خیراندیش شما از حال منِ آوارۂ کوچۂ
محن و مصیبت زدہ گردش چرخ کہن محمد حسن آگاہی ندارید۔ و نائرۂ عشق شعلہ انگیز کہ در سینہ
ام شرر ریزی ہا کردہ و کاشانۂ دلم را خاک سیاہ نمودہ از ان بیخبر ہستید۔ شمع رخیکہ دلم را
پروانہ وار کردہ و آخر در سوگ من جان دادہ۔ در حقیقت دختر مہاجنے بود کہ واقعہ اش
پر سوز و حسرتناک است۔ روزے بلب دریا با او دو چار شدم تیر عشقش بجگر رسید مدتہا در فراقش
خونِ دل خوردم و سراسیمہ و بیقرار خاک بیز ہا کردم۔ گاہ بہوائے دیدار بکوچۂ
دلدار مجنون وار پا کشیدم و گاہے بصورتِ جوگیان مستانہ وش بآستانہ اش رسیدم
و گاہی تا مدت چند بلباس برہمنان معروف کتھا خوانی ماندہ شربتِ دیدار یار چشیدم۔
چون نوبت عروسیش رسید بخانہ اش چنان آتشے سر گرفت کہ بطرفۃ العین نمونہ آتشکدہ
پارس گردید ہر کسے راہ نجات میجُست و کسے پروائے عروس نداشت در آن وقت منِ
دلسوختہ بتبدیل لباس در آنجا حاضر بودم بمعائنۂ این حادثۂ جگر سوز او را در آغوش خود
گرفتہ از دریچہ بیرون کردم و بخانہ خویش آوردم۔ چون وقت شب بود و ہنگامہ ہا برپا
کسے نشناخت و تعرضے نساخت۔ ہمگنان دانند کہ چون بخانہ مہاجن آتش برافروخت دخترش
نیز اندرونِ خانہ بسوخت۔ چون عشق منَ پاک بود نخواستم کہ بعزت و آبرو بخانہ اش ہمراہ
آن شعلہ رو دم سرد کشیدہ و راضی نہ گردید۔ آخرالامر بحبالۂ نکاح خود در آوردم این مختصر
از واقعات گزشتہ کہ از احبائے من میر محمد رضا کہ فی الحال بدہلی ہستند مفصلاً آگاہی دارند
از ایشان پرسیدنی است۔ درین جزو زمان آنچہ بر سرم گزشت حاجت بیان ندارد کنون
بہ تحقیق پیوست کہ از چند روز بعد نصف شب شعلہ بشکل ہودج از آسمان سر زند و بلب
روے دریا فرود می آید تا دیر سراسیمہ و بیقرار میماند و بعد لے حسرت آمیز و لہجہ درد انگیز مرا یاد
میکند نیک دانستم کہ روحِ پاک آن بغیرت مہ لاثانی بہ ہودج نورانی تلاش من زندہ در گور می آید

یہ لکھا اوسنے پھر پُرسوز مضمون
کہ جی مین ہے لگی دل کی بجھاؤن

مین دھوکر ہاتھ جانِ ناتوان سے
ملون اوس شعلۂ آتش فشان سے

مری خاطر ہوون احباب ناشاد
دعائے خیر سے مجھکو کرین یاد

ہوئی جب شام یارون کو بُلایا
کہا۔ ہے آج عزمِ سیرِ دریا

عجب کیا ہے طبیعت کچھ بہلجائے
دلِ دیوانہ کی حالت بدلجائے

کرے تسکینِ خاطر موجۂ آب
تسلی بخشِ جان ہو رقصِ گرداب

نہ تھا دل کی لگی سے کوئی آگاہ
چلے سب سوئے دریا اسکے ہمراہ

لبِ ساحل ہوئی جسدم رسائی
حباب و موج نے کی پیشوائی

پھر اک کشتی مین چڑھکر سب [illegible]
ہوا کھاتے ہوئے جا پہونچے اوس پار

حسن بولا لبِ ساحل اوتر کر
لگاؤن گا یہین مین آج بستر

کہا یارون نے کیا سودا ہوا ہے
یہان موقع بھلا رہنے کا کیا ہے

وہ بولا اک عمل کرنا ہے مجھکو
یہان نقشِ امل بھرنا ہے مجھکو

جو جی چاہے رہو تم تا سحرگاہ
جو ڈرتے ہو تو اپنے گھر کی لو راہ

جو گذرے گی بلا سے ہم سہینگے
اگر جیتے رہے کل مل رہین گے

کہا یارون نے کیونکر چھوڑ دین ہم
رکھائی کرکے کیا دل توڑ دین ہم

یہین ہم بھی بسر شب بھر کرینگے
تصدق جان و دل تم پر کرینگے

وہین آخر لگایا سب نے بستر
جب آدھی رات گذری تانی چادر

ع ہیہات ہیہات کہ من زندہ مانم و دعوی عشق بر زبان رانم۔ عزم بالجزم دارم کہ بہ آن شعلۂ تسکین پیوستہ جان بجانان سپردہ آتش شوق را بہ آبِ وصال فرو نشانم۔ چشم کہ ہمگنان در حق من دل سوختہ دعائے مغفرت سازند و از صدمۂ فراق و درد ہجران بہ نوحہ داری نپردازند ۱۲ عرشی نو

اُجیا سور ہے وحشت کے مارے
حسن گنتا رہا کچھ دیر تارے

کیا تھا چاندنی نے ہر طرف کھیت
اودھر گنگا نظر آتی اِدھر ریت

ہوا جب ایک عالم نیند مین چور
گرا بیلِ فلک کا ہودجِ نور

حباب آسا پھرا پہلے سرِ آب
ہوا جنگل مین پھر سرگرم و بیتاب

حسن نے اپنے یارون کو اُٹھایا
طلسمِ شعلۂ گردون دکھایا

یکایک یہ صدائے حسرت انگیز
ہوئی ہر خرمنِ دل پر شرر ریز

کہان تم اے حسن رونق فزا ہو
نہین ملتے ہو کیون کیا کچھ خفا ہو

نہین تمکو خیالِ شام سُندر
ہوا کیا غم مین حالِ شام سندر

لگی رہتی ہے دل مین آگ دن رات
بجھاتے کیون نہین تم آکے ہیہات

ہوئی جب گوش زد وہ نوحہ خوانی
حسن کا ہوگیا دل پانی پانی

نکالی جیب سے تحریر اپنی
کتابِ قصۂ تقدیر اپنی

کسی ہمدم کو دیکر برق آسا
سوئے شعلہ ہوا وہ گام فرسا

پکارا شام سندر شام سُندر
حسن مین ہون پریشان حال سُندر

غرض لپکا اِدھر سے کچھ وہ مجبور
اودھر سے کچھ بڑھا وہ ہودجِ نور

ہوئی مٹھ بھیڑ (ملاقات ۱۲) اون دونون کی جسدم
ہوئے سرگرم رقص و وجد باہم

حسن بھی جذبِ الفت سے جو مجبور
ہوا رونق فروزِ ہودجِ نور

در آیا شعلہ مین پروانۂ عشق
بھڑک اُوٹھا چراغِ خانۂ عشق

ہوا مثلِ پری وہ شعلہ رقصان
اوڑا پھر صورتِ تختِ سلیمان

فلک لے پر چڑھ گیا دم بھر مین سَن سے
اوٹھایا ہاتھ یارون نے حسن سے

---

۱ عشق کے بھی عجب کرشمے ہین - خدا جانے حسن کا جسم خاکی کیا ہوا - دریا مین جا پڑا یا جل کر غبار کی طرح اوڑ گیا کہ کسیکو کچھ پتا نہ ملا ۱۲ عرشی ❊ ❊ ❊

سوادِ شب نے پہنا جامۂ غم
بہائے آسمان نے اشکِ شبنم

سحر نے پھاڑ کر جیب و گریبان
دکھایا داغِ خورشیدِ درخشان

بھنور کا دل بھر آیا جوشِ غم سے
سراسیمہ ہوئین موجین الم سے

ہوئی چشمِ حباب بحرِ گریان
اوٹھا دریا مین جوشِ غم کا طوفان

سُنا جسنے یہ حالِ حیرت انگیز
جگر سے کھینچی آہِ حسرت آمیز

ہوا بیتاب بھڑکا شعلۂ غم
دُھوان اوٹھا دلِ سوزان سے پیہم

غضب ہوتی ہے سوزِ عشق کی لاگ
کہ پانی مین لگا دیتی ہے یہ آگ

خاتمۂ کتاب

ہوئی بزمِ سخن سُنسان ساقی
ہزارون مین ابھی ارمان باقی

اوبل کر رہ گیا میخانۂ دل
لہو سے بھر گیا پیمانۂ دل

جو لکھا مین نے یہ افسانۂ عشق
ہوا بیخود دلِ دیوانۂ عشق

برنگِ گیسوئے پُر پیچ جانان
ہوا مجموعۂ خاطر پریشان

ہوئے زخمِ دلِ صد چاک آلے
کھلے سینے مین داغِ غم کے لالے

چبھا ہر شعر دل مین شکلِ مژگان
ہوا ہر حرف نوکِ نشترِ جان

نظر مین پھر گیا اگلا زمانہ
مجھے یاد آ گیا اپنا فسانہ

کبھی مجھپر بھی احسانِ جنون تھا
سرشک آنکھون مین ملین جوشِ خون تھا

کبھی تھی دودِ آہِ گرم سے لاگ
لگی تھی خانۂ دل مین مرے آگ

ہوا جل بجھکے دل خاکِ سیہ راکھ
ابھی تک ہے مگر کچھ گرم یہ راکھ

رولاتا ہے خیالِ شامِ سُندر
ہوئے ہین دیدۂ گریان سمندر

حسن کی سرگزشت حسرت انگیز
مثالِ برق دل پر ہے شرر ریز

جگر میں داغِ حسرت شعلہ زن ہے
لبوں پر آہ سینے میں جلن ہے

قلم ہے صدمۂ غم سے جگر چاک
سیاہی ہے سوادِ چشمِ نمناک

کہاں تک شوق یہ پُر غم کہانی
کرو اب ختم اپنی نوحہ خوانی

اگر ہے فکرِ تاریخِ دلاویز ہو
تو لکھو ـ مثنوی حیرت انگیز
۱۲ ۱۳ھ

سنو پھر سال تاریخِ خداداد
پسندِ خاطرِ ہر با صفا باد
۱۲ ۱۳ھ

قطعۂ تاریخ طبعزادِ سخنورِ عالی دماغ فصیح الملک حضرت داغ دہلوی

مثنوی جسکا نام سوز و گداز
اس سے بہتر نہیں فسانۂ شوق

حضرتِ شوق کی ہے یہ تصنیف
باعثِ رونقِ زمانۂ شوق

معدنِ طبع میں ہے گوہرِ عشق
مخزنِ دل میں ہے خزانۂ شوق

انھیں اشعار کی زمین وہ ہے
جسمیں پیدا ہوا ہے دانۂ شوق

اس سے لبریز جامِ بادۂ عشق ہے
اس سے آباد عیش خانۂ شوق

ہیں جو اہلِ مذاق اونکے لئے
یہ سخن ہو گیا بہانۂ شوق

تو بھی لکھ داغ مصرعِ تاریخ
سنو دل سے یہ ہے ترانۂ شوق

نتیجۂ فکرِ بلبلِ گلزارِ بلاغت جناب سید عباس حسن صاحب فصاحت خلف جناب سید آغا حسن لکھنوی مرحوم متخلص بہ امانت

ہیں اک شفیق و دوست جو میرے جنابِ شوق
ذی علم و ذی کمال و سخن سنج و مولوی

نازک خیال صاحبِ تحقیق اہلِ فہم
اچھی طرح ہیں واقفِ اسرارِ شاعری

شہرہ ہے جنکی سحر بیانی کا چار سو
تصنیف اونھوں نے کی ہے یہ دلچسپ مثنوی

عشاقِ درد مند کا تو ذکر کیا بھلا
معشوقِ شوخ طبع کو مرغوب ہو گئی

شیریں جو ہے کلام تو کہتے ہیں اہلِ ذوق
ایسی تو نظم دیکھی نہ ہمنے سُنی کبھی

مضمونِ اشعار سے مشتاقیں محاورے
لطفِ زبان کیساتھ صفائی بھی نظم کی

دیتے سخن کی داد مصنف کو وہ ضرور
ہوتے جو آج حافظ و عرفی و انوری

ہے وقتِ فکر تمکو فصاحت جو یہ خیال
صنعت میں نکلے مصرعِ تاریخ اچھی کوئی

ہجری سنہ میں لکھو زبر و بینات میں
یہ مثنوی ہے واہ عجب بے بدل کہی
۱۲ ۱۳ھ

نغمۂ راز

۱۳۳۰ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دل سے ہون شیفتۂ حسنِ قدیم
طورِ سینائے حقیقت کا کلیم

واقفِ سرِّ معانی ہون مین
عاشقِ نکتہ بیانی ہون مین

دل ہے خلوت کدۂ ناز و نیاز
سینۂ صاف ہے آئینۂ راز

جوش پر آج ہے صہبائے الست
بادۂ عشق سے ہون مین سرمست

اب نظر آتی ہے کچھ اور ہی شان
ہے مری عقل سراسر حیران

اوٹھ گیا پردۂ چشمِ غفلت
دیکھتا ہون مین خدا کی قدرت

صورتین اوسنے بنائین کیا کیا
صنعتین اُسنے دکھائین کیا کیا

کہین نغمہ ہے۔ کہین زمزمۂ چنگ
کہین نالہ ہے۔ کہین دل کی ترنگ

کہین بلبل ہے۔ کہین نکہتِ گل
کہین مینا ہے کہین ساغرِ مُل

جلوۂ برقِ تبسم ہے کہین
جوہرِ تیغِ تکلم ہے کہین

کہین موسیٰ ہے۔ کہین شعلۂ طور
کہین سایہ ہے۔ کہین جلوۂ نور

ہے جگر سوزیِ عشاق کہین
جلوہ افروزیِ مشتاق کہین

ہے کہین نورِ چراغِ محفل
کہین بیتابیِ پروانۂ دل

حیرتِ دیدۂ زنجیر کہین
حلقۂ زلف گرہ گیر کہین

کہین شبنم ہے۔ کہین خندۂ گل
ہے کہین گریۂ چشمِ بلبل

ہے کہین شوخیِ چشمِ پُرفن
کہین رفتارِ غزالانِ ختن

ہے کہین شام۔ کہین صبحِ وطن
کہین صحرا ہے۔ کہین صحنِ چمن

ہے سوادِ شبِ دیجور کہین
ہے بیاضِ سحر و نور کہین

ہے کہین زخم۔ کہین نوکِ سنان
ہے کہین درد۔ کہین راحتِ جان

ہے خراشِ دلِ صدچاک کہین
کاوشِ خاطرِ غمناک کہین

رنگِ جستہ کی کہین ہے پرواز
کہین ٹوٹے ہوئے دل کی آواز

ہائے ہوئے لبِ مستان ہی کہین
نعرۂ بادہ پرستان ہے کہین

جوششِ بادۂ توحید کہین
ریزشِ ساغرِ تجرید کہین

صبحِ نوروزِ دل افروز کہین
شامِ اندوہِ جگرسوز کہین

ہر ذرہ مین اوسی کا ہے نور
اوسکی قدرت کا ہی ہر شئے سے ظہور

عیبِ شرکت سے مبرا ہے وہ
گردِ نقصان سے مصفا ہے وہ

ہر طرح نقصِ دوئی سے ہی پاک
چاند پر پڑ نہین سکتی ہے خاک

ہاتھ اوٹھا کر سوے درگاہِ خدا
شوق مانگ اب کوئی پرسوز دعا

مناجات عاشقانہ

اے خدا مجھکو عطا کر وہ دل
مذہبِ عشق مین جو ہو کامل

رات بھر جس سے بصد عجز و نیاز
شمع سیکھے روشِ سوز و گداز

محفلِ عشقِ حسینان مین جلے
آتشِ حسرت و ارمان مین جلے

عاشقِ شمع ہو وارفتۂ گل
کبھی پروانہ - کبھی ہو بلبل

دیکھے جس دم گلِ عارض کی بہار
سروِ قد کو نظر آئے جہان
رکھے صد چاکِ قبا گل کی طرح
ہو اگر شیفتۂ حسنِ بتان
دن کو منتِ کشِ بیتابی ہو
ہو ہوا خواہِ ترقی جنون
شکلِ فرہاد کرے کوہ کی گشت
نکلے غربت کو وطن سے ناشاد
گرم ایسے کرے شب بھر نالے
داغِ سودا وہ حرارت دکھلائے
رکھے وابستہ کاکُلِ تقدیر
عشقِ مژگان میں یہ ہو کاہشِ تن
راتدن بڑھتی رہے لذتِ درد
اسطرح دستِ جنون ہو چالاک
جامِ دل یون نظر آئے پرخون
اسطرح داغِ جگر ہون گلزار
محوِ فریاد رہے آٹھ پہر
فرطِ غم سے ہو ہجومِ فریاد
کبھی ارمان نہ نکلین دل کے
روز افزون ہو دل آزاریِ عشق
کاہشِ غم سے ہون ایسا لاغر

زمزمہ سنج ہو مانند ہزار
مثلِ قمری ہو وہین نغمہ زنان
ہو نالہ رہے بلبل کی طرح
شکلِ ناقوس ہو سرگرمِ فغان
رات بھر سرخوشِ بیخوابی ہو
وحشت انگیز ہو مثلِ مجنون
صورتِ قیس ہو آوارۂ دشت
نکہتِ گل کی طرح ہو برباد
کہ نظر آئین ستارے چھالے
جس سے خورشید قیامت جلجائے
پیچ پر پیچ ہون شکلِ زنجیر
کہ نظر آوین لبِ سوزن
سرد آہین ہون تو چہرہ ہو زرد
کہ رہین جیب و گریبان صد چاک
جیسے ساغر مین شراب گلگون
کہ ارم دیکھ کے کھانے لگے خار
کبھی نالہ نہ ہو ممنونِ اثر
حشر آباد ہون مین ناشاد
حسرتین روئین گلے مل مل کے
غم سے بڑھتی رہے بیماریِ عشق
تن مرا ہو رگِ تارِ بستر

طاقت و تاب ہون رخصت مجھسے
نازو بھوائے نخافت مجھسے

غم سے ہو حال مرا نوعِ دگر
دم فنا ہونے لگے گھٹ گھٹ کر

خرد و ہوش ہون یکسر مفقود
حالتِ نزع ہو سر پہ موجود

اوسدم اے جلوہ دہِ روزِ الست
بہرِ تسکینِ دلِ حسن پرست

سامنے میرے رہین چند حسین
مہ رُخ و مہروش و زہرہ جبین

ہو مرا تکیہ سرِ زانوے یار
جذبۂ شوق ہو ہم پہلوے یار

آئے اوسوقت اجل بن ٹھنکے
حور کی طرح سراپا بنکے

دم نکلجائے تب ارمان کیساتھ
ہو مرا خاتمہ ایمان کے ساتھ

پھر احبا سرِ میت آئین
غسل دین اور کفن پہنائین

الغرض کرکے جنازہ طیار
دوش پر اپنے اُٹھاکر دو چار

پھیلین سب طرفِ قالبِ گور
لائین لاشے کو مرے تا لبِ گور

خاک پر مجھکو لٹائین ناچار
تنِ بیجان کرین پیوندِ مزار

سینے پر سنگِ تحمل رکھ کر
رکھین سب روے لحد پہ پتھر

اوسگھڑی آہ نہ فریاد کرین
شوق کو فاتحے سے یاد کرین

جب لین راہ اپنی اعزا میرے
گھر کو رخصت ہون احبا میرے

آئین اوسدم جو نکیر و منکر
دیکھ کر اونکو ہون مین ششدر

بلکہ مین دونون کو غلمانِ محبون
اپنے حق مین انھین رضوان سمجھون

ہو لبون پر مرے کلمہ جاری
وجدِ صوفی کی ہو حالت طاری

جب نکیرین لحد سے پھر جائین
میری خدمت کے لیئے حورین آئین

جال پر جنکی قیامت ہو فدا
ناز پر صدقے حسینون کی ادا

دل لبھانے کے ہون یکسر انداز
زلف پُر پیچ کمر تک ہو دراز

آنکھین ایسی کہ ہرن ہو صدقے
صورت ایسی کہ چمن ہو صدقے

دونون ابرو ہون ہلالِ عیدین
ہونٹ ایسے ہون کہ دل ہو بےچین

اسطرح ہر دُرِ دندان پہ چمکے
جس طرح صبح کا تارا دمکے

شکل خورشید ہو چہرہ جنکا
رات پر جس سے ہو دھوکا دن کا

گور مین پھر درِ جنّت کھلجائے
پردۂ معنیِ رحمت کھلجائے

گوشۂ قبر ہو صحنِ گلزار
گلشنِ خلد کی لوٹون مین بہار

جب ہو ہنگامۂ محشر برپا
ہو سرِ گورِ غریبان غوغا

چونک اٹھون خواب اجل سے اکبار
بادۂ عشق ازل سے سرشار

ڈھونڈھ کر شافعِ محشر سے ملون
ساقیِ بادۂ کوثر سے ملون

جان کر سرخوشِ پیمانۂ عشق
جام خوارِ مئے خمخانۂ عشق

دست رحمت سے وہ محبوبِ خدا
جام پس خوردہ کرین مجھکو عطا

پھر تو کچھ اور ہی کیفیت ہو
ہوش ہشت کشِ محویّت ہو

دیکھ کر لغزشِ مستانۂ پا
مستیِ جام سے ہوش رُبا

تھام کر ہاتھ کرین داخلِ خُلد
مجکو رہنے کو ملے منزلِ خلد

ہو وہان عیش و طرب کا عالم
دلِ محزون کا نکلجائے غم

دوست و احباب رہین سب یکجا
سامنے ساقی و جام و مینا

بخت بیدار ہو غمخوار نصیب
ہو ہم آغوشیِ دلدار نصیب

صاف آئینۂ دل سے اکبار
دونون عالم کا نکلجائے غبار

اے خداوند مجیب الدعوات
تجھسے پوشیدہ نہین کوئی بات

ہے دمِ تیغ رہِ حمد و ثنا
غیر ممکن کہ نہ ہو لغزشِ پا

فرطِ غم سے ہون نہایت دلگیر
عفو کر دے مرے مولیٰ تقصیر

غیر کا دھیان ہے حرف غلط — نقش خاطر ہو تری یاد فقط

نعت

ہے جو سرگرم شفاعت طلبی — شوق لکھ نعت رسولِ عربی

سایۂ ذاتِ حق جلّ و علا — مظہرِ نورِ خدا اصلِ علیٰ

شاہدِ بزمِ ازل کے محبوب — خالقِ کون و مکان کے مطلوب

بادشاہِ عرب و فخرِ عجم — سرورِ دین و شفیعِ عالم

بلبلِ گلشنِ رحمت ہین آپ — گلِ گلزارِ شفاعت ہین آپ

آپ ہین سروِ گلستانِ کمال — نونہالِ چمنستانِ جمال

بدرِ تابانِ نبوت ہین آپ — مہرِ رخشانِ رسالت ہین آپ

آپ ہیں گوہرِ دریاے کرم — آپ ہین لعلِ بدخشانِ ہمم

بحرِ مواجِ مراحم ہین آپ — قلزمِ جوشِ مکارم ہین آپ

آپ نے کتنے دکھائے اعجاز — آپ پر کون و مکان کو ہے ناز

یہ تو مانا کہ گنہگار ہون مین — صورتِ خامہ سیہ کار ہون مین

ہون سراپا مین پریشان احوال — اور اچھے نہین میرے اعمال

لیکن اسکا مجھے کھٹکا کیا ہے — پرسشِ حشر کی پروا کیا ہے

شافعِ روزِ جزا کا ہون غلام — ہون مین خاکِ رہِ اصحابِ کرام

اور ہین جنکو ہے طاعت پہ ناز — مجکو ہے آپ کی رحمت سے نیاز

ہے یہ امید کہ روزِ محشر — ہوگی مجپر بھی عنایت کی نظر

دیکھ کر کلفت و حسرت میری — ہوگی بے شبہہ شفاعت میری

دیکھنا اوس شہِ دین کے ہمراہ — جاؤن گا خلد مین انشاء اللہ

شوق لازم ہے کہ ہر صبح و مسا
وِرد کر صلِ علیٰ صلِّ علیٰ

نیرنگ عشق

عشق کے ہمسے نپوچھو نیرنگ
نئے انداز نرالے ہین ڈھنگ

عشق سے ہوتی ہے جسکو کچھ لاگ
اوسکے سینے مین بھڑکتی ہے آگ

عشق سے ہوتی ہین آنکھین جیحون
پانی ہوتا ہے جگر دل پُرخون

عشق سے دردِ جگر اوٹھتا ہے
دودِ دل شام و سحر اوٹھتا ہے

غازۂ عشق ہے رُخ کی زردی
اِسکی گلگشت ہے صحرا گردی

عشق دیوانہ بنا دیتا ہے
خاک ویرانہ بنا دیتا ہے

راہ ہے اسکو بیابانی سے
ربط رکھتا ہے پریشانی سے

قیس کو اِس نے بنایا مجنون
لیلیِ محمل نشین کو مفتون

تخت سے نَل کو گرایا اِس نے
کوہ و صحرا مین پھرایا اِس نے

خاک چھنوا کے بیابانون کی
لی خبر چاک گریبانون کی

کر کے فرہاد کو برباد و تباہ
اِس نے کی پھر دلِ شیرین مین راہ

کفنی پوش ہوئے کتنے لوگ
کتنے لوگون نے لیا عشق مین جوگ

شیفتہ گُل کا کیا بلبل کو
کر دیا چاک گریبان گُل کو

عشق رکھتے ہین جو دل مین سرخاب
رات بھر رہتے ہین کیا کیا بیتاب

قمریان محوِ فغان رہتی ہین
عشق مین نعرہ زنان رہتی ہین

حوصلہ دیکھیے پروانے کا
عشق مین غم نہین جلجانے کا

عشق کی سب سے جُدا ہین راہین
دل مین لذت ہے لبو پر آہین

عشق کا غم بھی ہے گویا راحت
عشق کو سمجھو خدا کی رحمت

عشق کا داغ عجب نعمت ہے | جلوہ افروزِ گلِ جنت ہے
عشق اک جنس گرانمایہ ہے | حسنِ محبوب کا ہمپایہ ہے
روکشِ عرش ہے کاشانۂ عشق | رشکِ فردوس ہے ویرانۂ عشق
عرش کی طرح مقدس ہے جو دل | ہے وہی عشق کی برتر منزل
لائقِ عشق نہین ہر انسان | اوسکا حصہ ہے جسے ہے عرفان
شوق یہ راز ہین دقت والے | انکو سمجھین گے حقیقت والے

آغاز داستان

آ ادھر ساقئ مستانۂ ذوق کا | سرخوشِ بادۂ میخانۂ شوق
جرعہ نوشِ مے خمخانۂ راز | رونقِ میکدۂ ناز و نیاز
دیکھ کیا فصلِ بہار آئی ہے | کیسی گھنگھور گھٹا چھائی ہے
پیکے مے اوڑھ کے کالا کمّل | جھومتا پھرتا ہے ہر سو بادل
صحنِ گلزار مین آج ابرِ بہار | قطرہ افشان ہے کہ ہے گوہربار
زرِ گل سے ہے چمن مالا مال کا | نونہالانِ گلستان ہین نہال
ہے شگوفون مین نمو کی یہ بہار | جیسے جوبن مین حسینون کے ابھار
ٹھنڈی ٹھنڈی جو ہوا آتی ہے | طبعِ رنگین مری لہراتی ہے
بندِ شیشے مین جو ہے لال پری | پھر ڈھالتی ہے دمِ جلوہ گری
جلوۂ حسن اگر دکھلائے | زاہدِ خشک کو بھی وجد آئے
کیسی پیاری ہین ادائین اسکی | لا ادھر لے لون بلائین اسکی
بوسۂ لب جو کہین مل جائے | مثلِ گل غنچۂ دل کھل جائے
ہو ہم آغوش جو یہ غیرتِ حور | نور آنکھون مین ہو دل مین ہو سرور

جوش مین آئے طبیعت میری
عرش پر پھونچے مری فکر رسا
دُور ہو پنبہ دہانی میری
گُل مرا خامۂ رنگین وہ کھلائے
سطرین گلزار سخن بنجائین کو
نقطہ نقطہ مین روش ہو گُل کی
ہر الف سروِ گلستان ہوجائے
صفحہ صفحہ جو ہو رشکِ گلشن
ے اب اغماض نہ کرلے ساقی
تیری ہمت کی جہان مین ہے دھوم
ہون مین دانا درِ دولت کا فقیر
تو ہے فرزانہ ہنرور دانا
بارہا مین ترے در پر آیا ہُ
کھِے گیا کیا ترے ساقینامے
جنکا چرچہ ہے زباندانون مین
دیکھ پڑھ پڑھ کے وہ رنگین اشعار
شوق ہے نام سراپا ہون شوق
جوش ہے آج مے مضمون کا
بحر یا طبع روان ہے میری
غیر کیا رنگ مرا پائے گا
مین نے مانا کہ زبان بھی پائی

تیز ہو آتشِ جودت میری
طے کرے ہفت فلک برق آسا
لُطف دے سحر بیانی میری
کہ جہان دیکھ کے بلبل ہوجائے
جدولین نہرِ چمن بنجائین کو
طرز ہر لفظ مین ہو بلبل کی
ہر ورق غیرتِ بستان ہوجائے
خار کھانے لگے دل مین دشمن
مَے مجھے دیدے جو کچھ ہو باقی
دیکھ دَر سے نہ پھرون مین محروم
مَے کے دینے مین نہ کر اب تاخیر
کیا مجھے تو نے نہین پہچانا کو
ہان مگر بھیس بدل کر آیا کو
جن سے ہین مستِ مضامین خامے
جنکی اک دھوم ہے میخانون مین
وجد مین جھوم رہے ہین میخوار
دل ہے مستِ مے خمخانۂ ذوق
دل نمونہ ہے مرا جیحون کا کو
موج کوثر کہ زبان ہے میری
وہ کہان سے یہ زبان لائے گا
راہ اندازِ بیان بھی پائی کو

شوق سا دل نہین جب اوسکو نصیب
لطف لائے گا کہان سے وہ غریب

درد سے دل نہو جبتک آگاہ
شعر مین لطف نہو گا واللہ

جی مین آتا ہے وہ قصہ لکھون
قیس و فرہاد ہون جسپر مفتون

دردِ دل سے جو بھرے ہون اشعار
سُنکے عُشاق کو آئے نہ قرار

چوٹ کھائے ہوئے دل ہون بیتاب
چشمِ گریان سے بہائین خوناب

چست بندش ہو مضامین دلخواہ
بول اوٹھے غیر بھی سبحان اللہ

دیکھ کیا سحر دکھاتا ہون مین
قصۂ عشق سُناتا ہون مین

کہ کسی شہر مین تھا کوئی بزرگ
مردِ دیندار و کہن سال و سترگ

صاحبِ منصب و جاہ و عزت
صاف دل پاک دُرون خوش خصلت

اوسکو خالق نے دیا ایک پسر
مردمِ دیدۂ دل نورِ نظر

غیرتِ انجم و رشکِ خورشید
کوکبِ برجِ سپہرِ امید

اوسکو مان باپ نے ہر صبح و مسا
صورتِ آرزوِ دل پالا کیا

اپنے پہلو سے نکرتے تھے جُدا
اک برس کا وہ ہوا نام خدا

کہ فلک نے یہ دیا داغِ اَلم
اوسکی مان نے لی رہِ ملکِ عدم

اپنے آغوشِ محبت مین پدر
پرورش کرنے لگا شام و سحر

کچھ دنون بعد وہ پروردۂ ناز
ہوگیا ہوش و خرد سے دمساز

بہرِ تعلیم و ادب خوش ہوکر
رکھا اوستاد پدر نے نوکر

حسنِ آداب مین وہ طاق ہوا
علم مین شہرۂ آفاق ہوا

صحرانوردی

بادۂ تند پلا دے ساقی
ساغرِ ہوش ربا دے ساقی

جوشِ مستی مین کرون ترک وطن
وقفِ گردش رہون ساغر کی طرح
دشتِ غربت مین جو ہو میری وفات
تنگدستی سے تہِ چرخ کہن
اب سنو دل سے بیانِ خامہ
چار دہ سالہ ہوا جب وہ قمر
کہ یکایک فلکِ سرگشتہ
دیکھ کر اُسکی یہ شانِ رفعت
دم مین باقی نہ رہا جاہ و جلال
تنگدستی سے ہوا حال خراب
شبِ کلفت نے کیا روز سیاہ
ہو گئے راضی برضائے تقدیر
راہِ غربت مین برنگِ صرصر
پاکے سرگشتۂ صحرائے اَلم
صدمۂ غم سے ہوئے جب لتنگ
کہ وہ سرگشتۂ میدانِ بلا
ایکدن جوشِ جنون مین حیران
[illegible]گہان رنگ فلک یہ لایا
[illegible]ھوپ سے گرم ہیا نشک تھی ریت
[illegible]ک لب تشنہ دہن تھے تالاب
[illegible]ے گہر آبلۂ قلبِ صدف

کوہ و صحرا کو بناؤن مسکن
خاک اوڑاتا پھرون صرصر کی طرح
پاؤن دنیا کے بکھیڑون سے نجات
دامنِ دشت بنے پھر کفن کو
حرف زن یون ہے زبانِ خامہ
اوج پر تھا ابھی اوس کا اختر
شکل تعقد یہ ہوا برگشتہ
پھر گیا اوس سے برنگِ قسمت
مل گیا خاک مین سارا اقبال
فاقہ مستی نے کیا دل کو کباب
باپ بیٹے کا ہوا حال تباہ
نکلے ناچار وطن سے دلگیر
خاک اوڑاتے رہے اپنے سر پر
شوق سے لینے لگے خارِ قدم
چرخ نے اور دکھایا نیرنگ
راہ بہاسے بیابانِ بلا کو
تھے بگولے کی طرح سرگردان
ایک میدان اونھین پیش آیا
کہ نظر آتے شرارون کے کھیت
چشمۂ مہر کی صورت بے آب
صورتِ پارۂ آتش تھے خزف

بھولے بھٹکے جو وہان جاتی تھی
پیر دیرین کا ہوا حال عجب
پیاس کے مارے وہ بیتاب ہوا
دیکھ کر اوس کا یہ حال ابتر
پتلیان لائین ترس کھا کے شتاب
جب لگی دل کی نہ بجھنے پائی ؛
جسم سے روح جو نکلی بیتاب
بیٹے نے دیکھ کے یہ حالِ پدر
تھا عجب واقعہ جان فرسا
رعد کی طرح جو نالے کرکے
سینے سے اوٹھنے لگا دودِ جگر
جوشِ غم سے نہ رہا ضبط و قرار
ایسی بارش کی ہوئی طغیانی
اوس جوان نے جو یہ حالت دیکھی
دل کی کچھ اور ہی حالت بدلی
غم سے دل کھول کے اوسدم رویا
ایفلک ہے یہ عداوت کیسی
نزع مین باپ ہمارا ترسے
الغرض کرکے بہت آہ و فغان
ہائے کرکے اوسکی غریب الوطنی
جز غم و حسرت و فریاد و بکا ؛
مرگ بھی خوف سے تھرّاتی تھی
تشنہ کامی نے لیا بوسۂ لب
صورتِ ماہیِ بے آب ہوا
پانی برسانے لگے دیدۂ تر
چشمہ چشم سے پیمانۂ آب
سرد کرنے کے لئے موت آئی
آبِ کوثر سے ہوئی وہ سیراب
ندّیان غم مین بہائین رو کر
کر دیا شور قیامت برپا
آتشین آہ کے شعلے بھڑکے
چھا گئین کالی گھٹائین یکسر
ابر بھی رونے لگا آخر کار
ندّیان ہو گئین پانی پانی
بارشِ ابرِ مصیبت دیکھی
چھا گئی جوششِ الم کی بدلی ؛
حسرت آمیز ہوا پھر گویا
تو نے دی ہمکو یہ حسرت کیسی
بعد مرنے کے یہ پانی برسے
پھر کیا دفن پدر کا سامان
نہ ملا اوس کو کفن جز کفنی
کوئی غمخوار نہ ہمدم اوسکا

قصہ کوتاہ کسی طرح وہیں — لاش کو دفن کیا زیر زمین
شام غربت میں یہ اندھیر ہوا — حسرتِ خون شدہ کا ڈھیر ہوا
گیا برستی تھی لحد پر حسرت — چادرِ گل تھی نہ شمعِ تربت

طرح اقامت

اے مرے ساقیِ فرخندہ شیم — اِسطرف بھی نگہِ لطف وکرم
میں جو غربت میں ہوں سرگرمِ سفر — صورتِ جام ہے سر کو چکر
دے کوئی جام کہ ہو جوشِ سرور — ماندگی سب رہِ غربت کی ہو دور
میہماں ہے نفسِ چند شباب — کیوں پھروں وادیِ غربت میں خراب
اب بیابان سے لوں شہر کی راہ — آرزو کہتی ہے ہاں بسم اللہ
اِسطرح کہتے ہیں اربابِ خیر — جب ہوا دفن سے فارغ وہ کبیر
دِل میں آیا کہ یہیں اب رہیئے — چرخ کے جور و مصیبت سہیئے
سینے پر صبر کا پتھر رکھ کر — لوح ساں رہیئے سرِ گورِ پدر
پھر یہ قسمت کہنے لگی لیکن وحشت — کہ کسی اور طرف کر حرکت
گردشِ بخت اگر دیکھے گی — رہنے دیگی نہ یہاں تجکو کبھی
پہلوئے گورِ پدر کو اب چھوڑ — جس طرف چاہے ترا دل منہ موڑ
پا سکے ایما یہ وہ بیچارہ غریب — یاس سے بول اوٹھا "ہائے نصیب"
سے خوب لپٹ کر رویا — آنسوؤں سے رُخِ گلگوں دھویا
ب ہوا جوشِ جنوں کا اصرار — یوں پڑھا کلمۂ رخصت ناچار
فراق اسے مرے غمخوار پدر — الوداع اے پدرِ خستہ جگر
ت وحشت ہے غضب داتینگہ — اب جدا کرتی ہے تجھسے تقدیر

چھوڑ کر پھر خرد و ہوش و حواس — ہو کے ہمراہ ہجوم غم و یاس

ہمرہ قافلۂ اشک رواں — ساتھ لیکر جرس آہ و فغاں

خاک اوڑاتے ہوئے مثل صرصر — اوس جگر تفتہ نے کی راہ سفر

جب چلا چند سے وہ آوارۂ دہر — رفتہ رفتہ نظر آیا اک شہر

اوسطرف اوسنے اوٹھایا جو قدم — ہوئے پامال خوشی حسرت و غم

شہر مین جب اوسے قسمت لائی — لگے ملنے کو مسرت آئی

سیر مین دن کو تو جی بہلایا — جب ہوئی شام بہت گھبرایا

سخت حیران کہ اب جاؤن کہان — کس سے اظہار کرون درد نہان

کون سنتا ہے فغان درویش — قہر درویش بجان درویش

تھا رئیس ایک وہان نیک سیر — پیر دیرینہ مسافر پرور

جب یونہین شام سے کچھ رات ہوئی — ناگہان اوس سے ملاقات ہوئی

اوس جوان کو جو پریشان پایا — حال پوچھا تو اوسے رحم آیا

فرط الفت سے ملائے ہوئے ہاتھ — لیچلا عزت و توقیر کے ساتھ

جان کر آنکھون کا تارا اوسکو — اپنے گھر لاکے اوتارا اوسکو

پاکے علم و ہنر اوس خوشخو مین — دی جگہ صورت دل پہلو مین

حسن و عشق

جلد آ ساقئ پیمانۂ عشق — جوش پر آج ہے میخانۂ عشق

بادۂ وصل پلادے مجھکو — دختر رز سے ملادے مجھکو

ہون جو محروم ازل مین ناکام — جی مین ہے خوب ہی لون بوسۂ جام

رات دن نشۂ مستی مین رہون — کچھ دنون بادہ پرستی مین رہون

آئی اب کان مین قلقل کی صدا — لو سنو قصۂ حیرت افزا

تھا جو وہ مرد مسافر پرور — اوسکی اک نورِ نظر تھی دختر

مہروش زہرہ جبین مہ طلعت — کوکبِ برجِ سپہرِ عصمت

دُرِ ناسفتۂ بحرِ خوبی — آب و تابِ گہرِ محبوبی

گلِ نوخاستۂ باغِ شباب — غنچۂ گلشنِ ناموس و حجاب

دانش و فہم و فراست مین طاق — لکھنے پڑھنے مین نہایت مشتاق

چشم بد دور وہ غیرت دہ ماہ — فرد لاکھون مین تھی ماشاءاللہ

ایکدن اوس کے یہ دل مین آیا — مشورہ جی مین یہی ٹھہرایا

رونق افروز جو ہے یہ مہمان — فضل خالق سے ہے سنجیدہ جوان

مجمع علم و فضائل ہے یہ — جامع حسن شمائل ہے یہ

ہے نسب مین بھی نہایت برتر — ہے حسب مین بھی گرامی گوہر

کیجئے مہر کو ماہ سے پیوند — ہو یہ داماد بجائے فرزند

نیک ساعت مین یہ ہے حسن صلاح — دونون کا کیجئے آپسمین نکاح

اطلاع اسکی ہوئی دل کو اگر — تو لبون کو نہ ہوئی کچھ بھی خبر

رکھ لیا دل مین یہ تمنا کی طرح — کرلیا نقش سویدا کی طرح

تھا اودھر وصل بہم مدِ نظر — اور یہی گھات مین تھا عشق ادھر

یعنی اک دن وہ بتِ رشک قمر — جلوہ افروز ہوئی کوٹھے پر

ہار پھولون کے جڑاؤ گہنے — عمدہ پوشاک سراسر پہنے

چشم فتان مین لگائے کاجل — چال مستانہ غضب کی چنچل بل

مانگ زلفون مین تھی زلفین پُرخیر — تھے بہم صبح و شب و روز مگر

طرّہ اُسپر یہ کہ کھولے ہوئے بال — طائر دل کے پھنسانے کا جال

شوق پابوس مین اوسکے ہر دم
حسرتِ دید مین اوسکی سرِ شام
دیکھکر اوس کا یہ عالم یہ روپ
چشمِ انجم نے کیا نظّارا
اتفاقاً وہ جوانِ مہمان
جذبۂ شوق نے کھینچا جو ادہر
گرمیٔ حُسن سے بیتاب ہوا
سوزِ اُلفت سے اوٹھا شعلۂ آہ
آتشِ عشق جو بھڑکی اکبار
تیغِ ابرو کی جو دیکھی صورت
تیرِ اُلفت سے ہوا وہ بسمل
خرد و ہوش ہوئے سب رخصت
لیکن اس سے نہتی واقف وہ قمر
اپنے کوٹھے سے اوتر آئی وہ ماہ
جامۂ صبر کیا ہجر مین چاک
مرضِ عشق مین بیمار ہوا
نہ رہی ضبطِ فغان کی طاقت
گر پڑا بسترِ غم پر ناچار
جب کئی دن ہوئے اسطرح بسر
کہ دلِ یار مین کی عشق نے راہ
شکلِ آئینہ وہ حیران ہوئی

لیتی تھی زلفِ رسا جھک کے قدم
آگیا مہرِ منور لبِ بام
زرد ہو ہوگئی حسرت سے دہوپ
چرخِ بے مہر کا چمکا تارا
تھا اوسی سمت کو نظّارہ کنان
جا پڑی اسکی نظر اوس مہ پر
مضطرب صورتِ سیماب ہوا
خانۂ صبر ہوا خاک سیاہ
جل گیا رختِ تسلّی و قرار
دل ہوا ٹکڑے جگر کی صورت
ہوگئی نوکِ مژہ نشترِ دل
عشق نے آکے کہا "یا وحشت"
حالِ عاشق سے نتھی کچھ بھی خبر
چشمِ عاشق مین ہوا روز سیاہ
جیب و دامن نے لئے بوسۂ خاک
تشنۂ شربتِ دیدار ہوا
نالے ہونے لگے دل سے رخصت
صبر و آرام ہوئے دل سے فرار
جوشِ اُلفت نے دکھایا یہ اثر
اوس ستمکش کا پڑا ناوکِ آہ
صورتِ زلف پریشان ہوئی

پیچ کھانے لگی سنبل کی طرح
آپ اولجھنے لگی کاکل کی طرح

چشم بیمار سی بیمار ہوئی
مرض غم مین گرفتار ہوئی

منتشر ہوش ہوئے صورت بو
زردیٔ رنگ ہوئی غازۂ رو

جی مین کہنے لگی یون وہ بیتاب
آپ سے آپ ہے کیون دل سیماب

کیون اولجھتی ہے طبیعت میری
ہے یہ کسو جہ سے حالت میری

کیا سبب ہے جو یہ حیرانی ہے
خود بخود کیون یہ پریشانی ہے

دل پگھلتا ہے جگر گھلتا ہے
حال اِس کا نہین کچھ کھلتا ہے

اِتنے مین چپکے کسی نے آکر
اوسکو دی حالت مہمان کی خبر

سنتے ہی آسکے اوڑے ہوش و حواس
فرط حیرت سے ہوئی سخت اوداس

سوزش دل سے وہ بیتاب ہوئی
آتش عشق سے سیماب ہوئی

جوش اُلفت سے ہوا اوسکو جنون
پہلے لیلیٰ تھی بنی آپ مجنون

دل کو لاکھ اپنے سنبھالا اوسنے
کوئی پہلو نہ نکالا اوس نے

پہلے مانع ہوئی گو شرم و حیا
نرہا ضبط تو کہلا بھیجا

پیام معشوق

آپکا حال سُنا ہے مینے یہ آج
کہ کئی دن سے ہے ناساز مزاج

کروٹین لیتے ہین بیتابی سے
آشنا چشم ہے بیخوابی سے

دل مین ہے درد ۔ لبون پر دم سرد
آنکھین پُر آب ہین رُخسار ہین زرد

کچھ تو فرمایئے کیون ہے یہ حال
کسلیے ہین یہ غم و رنج و ملال

دشمنون کی ہے طبیعت کیسی
بے مرض ہے یہ نحافت کیسی

شکوۂ بخت و مقدر کیون ہے
ہائے دل، ہر گھڑی لب پر کیون ہے

بے حجابانہ جو باعثِ غم
کھینے گا ٹھیک مرے سر کی قسم

آجکل غیر ہے حالت میری
سخت بیکل ہے طبیعت میری

نہ کسی طرح بہلتا ہے دل
نہ سنبھالے سے سنبھلتا ہے دل

الغرض اوسکو جو پہونچا یہ پیام
اپنے دلبر کا سُنا جب یہ کلام

آپ مین رہ نہ سکا پھر دم بھر
اپنے جامے سے ہوا وہ باہر

جوشِ اُلفت سے ہوئی بیہوشی
خرد و عقل تے کی روپوشی

کچھ ہوا ہوش تو سرد آہ بھری
غم گھٹا اور طبیعت ٹھہری

لے کے قرطاس دوات و خامہ
اوس پری وش کو یہ لکھا نامہ

نامہ عاشق

اے مسیحائے مریضِ ہجران
اے شفا بخش تپِ سوزِ نہان

اے طبیب مرضِ مہجوری کے
چارہ سازِ المِ رنجوری کے

تمنے پوچھی ہے جو حالت میری
لو سُنو دل سے حکایت میری

بہرِ تفریح سرِ شام اوس روز
بام پر تُم جو تھین رونق افروز

ہون خطاوار ہے اقرار گناہ
کی مری آنکھون نے دزدیدہ نگاہ

حضرت عشق نے دی اسکی سزا
کر دیا مجھکو گرفتارِ بلا

ہے بُرا حال مرا اوس دم سے
مُنہ کو آتا ہے کلیجہ غم سے

کوئی مونس نہین غمخوار نہین
کوئی عزیت مین مرا یار نہین

دل کے بہلانیکو جاتا ہون جو باغ
لائے دیتے ہین مجھے سیکڑون داغ

سُنکے فریاد و فغانِ بلبل
ٹکڑے ہوتا ہے جگر صورتِ گُل

دیکھکر سرو و صنوبر شمشاد
قدِ موزون مجھے آتا ہے یاد

ولولے مانتے ہین کب دل کے
پھرون روتا ہون گلے مل مل کے

نظر آتا ہے مجھے جب سنبل
دل کو اُلجھاتی ہے یادِ کاکل

سوئے نرگس جو نظر جاتی ہے
سُرمگین چشم وہ یاد آتی ہے

یادِ رُخ مین جو نظر آتے ہین گل
نالے کرتا ہون برنگِ بلبل

دیکھکر شورِ عنادل کی طرح
ٹکڑے ہوتا ہے جگر دل کی طرح

زعفران زار جو آتا ہے نظر (اندازہ ۱۲)
خوب ہنستے ہین مرے زخمِ جگر

راہِ صحرا جو کہین لی دل نے
روحِ مجنون وہین آئی ملنے

دیکھکر جوششِ جنون کا احوال
غول آتے ہین پئے استقبال

پاؤن پڑتے ہین قدم لیتے ہین
خار رہنے کی قسم دیتے ہین

یاد آتی ہے جو چشمِ پُرفن
وہ فسون ساز نشیلی چتون

چوم لیتا ہون ہرن کی آنکھین
آہوے دشتِ ختن کی آنکھین

نظر آتی ہے جو رفتارِ غزال
یاد آتی ہے وہ مستانہ چال

جوششِ سودا سے کبھی مین غمناک
یادِ افشان مین اوڑاتا ہون خاک

سوے دریا جو گزر ہوتا ہے
موجزن خونِ جگر ہوتا ہے

دیکھتا ہون مین جو پانی مین بھنور
مجھکو آتے ہین ہزارون چکر

نظر آتی ہے اگر چشمِ حباب
غم سے ہوجاتی ہین آنکھین پُرآب

پھرون روتا ہون مین آٹھ آٹھ [پہر کا] آنسو
ندّیان ہوتی ہین جاری ہر سو

الغرض اے صنمِ حشر خرام
غمِ فرقت نے کیا کام تمام

اب جگر خستہ ہے غم سے خامہ
ختم کرتا ہون دعنایز نامہ

گلشنِ دہر مین جبتک ہین گل
دم بھرا کرتی ہے جبتک بلبل

زیبِ گلزار ہین جبتک شمشاد
قمریان کرتی ہین جبتک فریاد

جبتک آزاد ہین سرو لب جو — فاختہ کرتی ہو جبتک کو کو

جگر لالہ مین جبتک ہے داغ — لائے جبتک ہین گلستان کے چراغ

بزم مین شمع ہے جبتک روشن — دل پروانہ مین جبتک ہو جلن

جلوہ افروز ہین اختر جبتک — چاند و سورج ہین منوّر جبتک

محفل حسن مین اے غیرت حور — جلوہ فرما رہو با عیش و سرور

ہو چکا مشک فشان جیب خامہ — دست قاصد مین دیا یہ نامہ

بیتابی معشوق

نامہ برنے جو وہ خط پہونچایا — آگے تقدیر کا لکھا آیا

دل مین اک چوٹ لگی اُلفت کی — آپ مین پھر وہ پری رہ نہ سکی

آنکھین بھر آئین ہوا دل بیتاب — ہو گیا غم سے جگر جل کے کباب

دل سے کھنچنے لگی ابرو کی طرح — پیچ کھانے لگی گیسو کی طرح

دیکھتی تھی کبھی گھر کی صورت — کبھی حسرت زدہ در کی صورت

تنگ اگرچہ تھی غم فرقت سے — حد سے لیکن نہ بڑھی غیرت سے

بلکہ وہ ننگ شرافت سمجھی — وجہ بربادی عفت سمجھی

حال پر اپنے پشیمان ہوئی — آہ کی طرح پریشان ہوئی

عقد مناکحت

اب یہ نیرنگ محبت دیکھو — اثر جذبۂ الفت دیکھو

کرگئے اُس پیر نے آپسمین صلاح — کر دیا دونون کا اکروز نکاح

لیکن افسوس کہ ٹھہری یہ بات — تھوڑی سی مدت رہو موقوف برات

جب جوان نے یہ سنی کیفیت
متغیر ہوئی اُسکی حالت

اس طرف آتش ہجران بھڑکی
ہوئی بیتاب ادہر وہ لڑکی

کچھ دنون تک تو بہت ضبط کیا
الغرض عشق نے پھر خبط کیا

نہ رہی ہجر کی دل کو طاقت
صبر و آرام ہوے سب رخصت

ہوکے مجبور اوٹھا کر خامہ
اوس پریوش کو یہ لکھا نامہ

نامۂ جوان

اے مری جان مری محرم راز
کچھ مرے دل کا سنو سوز و گداز

آتش شوق بھڑک اوٹھی ہے
آہ کی برق کڑک اوٹھتی ہے

اب اولٹتا ہے کلیجا میرا
غم سے پھٹتا ہے کلیجا تیرا

ہجر کی اب نہین طاقت مجکو
مار ڈالیگی یہ فرقت مجکو

ہجر مین اب یہ مرا عالم ہے
صدمۂ درد سے لب پر دم ہے

ضعف سے تن ہے سراپا لاغر
بنگیا ہے رگِ تارِ بستر

نالے ہوتے ہین جو رخصت دل سے
لب تک آتے ہین بڑی مشکل سے

مین ہون یا بستر رنجوری ہے
ایک ہمدم غم مہجوری ہے

شمع دلسوز مری بالین پر
روتی رہتی ہے الم مین شب بھر

جوش وحشت مین کبھی حسب محل
حسرت شوق کی پڑھتا ہون غزل

غزل

ہجر سے اب ہے یہ حالت میری
مرگ کرتی ہے عیادت میری

دل کو وہ چاہین مجھے رشک آے
اُف رے مین اور رقابت میری

دل سے پیکان جو نکلتا ہی نہین
یہ بھی ہے کیا کوئی حسرت میری

اوسکے ڈر سے نہین اوٹھنے دیتی
خوب کام آئی سخافت میری

چیز میری ہے - تمہین کیا ناصح
دل دیا اوسکو طبیعت میری

جان دیدون اوسے دل کیا شئی ہی
مفلسی مین ہے یہ ہمت میری

ہون وہ غم دوست مری میت پر
خاک اوڑائیگی مصیبت میری

سر سے اِکدم کبھی ٹلتی ہی نہین
کیا بلا ہے شب فرقت میری

جسکو صرصر نے بجھایا ہے شوق
ہوگی شمع سر تربت میری

اے مسیحاے جہان عیسے دم
میرے دم توڑنے کی تمکو قسم

غمزہ و ناز و ادا کی سوگند
لب اعجاز نما کی سوگند

جان جاتی ہے جلاؤ مجکو
شربت دید پلاؤ مجکو

یہ سمجھ لو کہ نہین شرع مین لاج
اور عاشق نہین پابند رواج

ہو جیا مانع رفتار اگر
شرم رخصت نہ دے آنیکی ادھر

خواب ہی مین نظر آجاؤ مجھے
کچھ ترس کھاؤ نہ ترساؤ مجھے

اب کسی طرح دکھا دو صورت
روح ہوتی ہے وگرنہ رخصت

پیوند مواصلت

اوس پریوش کو جو یہ لکھ بھیجا
ہو گیا اور ہی نقشا اوسکا

پڑھتے ہی خط کے ہوئی وہ بیتاب
آتش غم نے بنایا سیماب

گر ہی شوق مین وہ رشکِ قمر
سائے کو دیکھتی تھی اوٹھ اوٹھ کر

اوٹھ کھڑی ہوتی کبھی در کیطرح
بیٹھ جاتی، وہ کبھی گرد کی طرح

تھا عجب حال پریشان اوسکا
گھڑیاں گن گن کے غرض دن کاٹا

جب ہوئی لیلیِ شب طرہ کشا
خال ساں ماہِ فلک پر چمکا

تارے اسطرح ہوئے نور افشاں
جس طرح زہرہ وشوں کی افشاں

کہکشاں مانگ کی صورت نکلی
دل عشاق کی حسرت نکلی

سرمۂ خواب لگا کر اوسدم
محوِ آرام ہوا اک عالم

شوق دیدار میں وہ غیرتِ ماہ
چھپ کے نکلی صفتِ ناز نگاہ

اپنے عاشق کے سرہانے آئی
بخت خفتہ کو جگانے آئی

خواب میں اوسکو جو غافل پایا
دی اوسے کاکلِ مشکیں کی ہوا

پاکے بو ہو گئیں بیدار آنکھیں
اوس سمن بر سے ہوئیں چار آنکھیں

پھر کسی میں نرہا ضبط و قرار
مل گئے دونوں گلے آخر کار

خوب آپس میں لپٹ کر روئے
داغ غم دامنِ دل سے دھوئے

بیٹھے مل جل کے وہ دونوں پر غم
مل گئے صورتِ حرف مدغم

حالِ دل رو کے بہم وہ کہنے لگے
قصۂ درد و الم کہنے لگے

کبھی اظہارِ الم کرتے تھے
عاشقی کا کبھی دم بھرتے تھے

کبھی اقرار وفا کرتے تھے
کبھی اظہار جفا کرتے تھے

حالت دیدۂ تر کہتے تھے
سوزشِ قلب و جگر کہتے تھے

الغرض دفترِ شکوہ تھا باز
ناز ادھر تھا تو اودھر حسن نیاز

ناگہاں بخت نے بدلی کروٹ
شاہدِ صبح نے اولٹا گھونگھٹ

محوِ فریاد ہوئے مرغِ سحر
سُنکے پہلو سے اوٹھا درد جگر

آئی اوسدم جو گجر کی آواز
کی وہیں ہوش و خرد نے پرواز

بولی گھبرا کے یہ وہ سرو رواں
اب مناسب نہیں تاخیر یہاں

باتون باتون مین کٹی شب ہجر — لو مین جاتی ہون خدا حافظ ہے
پھر گلے مل کے ہوئی وہ رخصت — جان و تن مین ہوئی گویا فرقت

وصال آخرت

جلد لے میری خبر اے ساقی — نام کو مجھ مین ہے اب دم باقی
غم سے پکتا ہے کلیجا میرا — اب دھڑکتا ہے کلیجا میرا
صدمۂ درد و ہجومِ غم ہے — تیری فرقت مین لبون پر دم ہے
دورِ آخر ہے پلا ساغرِ مے — اسطرح محو تغافل کیون ہے
ہوش آئے تو بصد رنج و الم — کہہ سناؤن تجھے افسانۂ غم
کچھ دنون اونکی رہی یہ حالت — تھا کبھی وصل کبھی تھی فرقت
رفتہ رفتہ یہ ہوا عالمِ عشق — بھر گیا ہر رگ و پے مین غمِ عشق
نام کو بھی نہ رہی تاب و توان — حسرت انگیز ہوا حالِ جوان
سوکھ کر خارِ تنِ زار ہوا — مرض الموت مین بیمار ہوا
چارہ سازون نے کیا لاکھ علاج — نہوا ایک اثر بخشِ مزاج
سنتے ہی عاشقِ محزون کا حال — وہ پری زاد ہوئی غم سے نڈھال
اشکِ خونین سے بھر آئین آنکھین — ساغرِ مے کے نظر آئین آنکھین
دیکھکر اوسکی نحافت کیطرح — ہوش اوڑنے لگے نکہت کی طرح
دیکھی یہ صورتِ غم آہ نے جب — پیار سے اوسکے لئے بوسۂ لب
تن بدن کی نہ رہی اوسکو خبر — اپنے جامے سے ہوئی وہ باہر
باپ نے اوسکے جو دیکھا یہ رنگ — عشقِ پر فتنہ کے سمجھا تیور تنگ
سخت حیرت زدہ وہ پیر ہوا — دل مین منت کشِ تدبیر ہوا

کہ جدائی نے کیا ہے یہ حال / ہے یہ بہتر کہ ہو دونون وصال
جب ہوئی رات تو خلوت چاہی / اپنے بیگانے ہوئے سب راہی
اپنی بی بی کو بلایا اوس نے / حال یہ کہہ کے رولایا اوس نے
کیا خبر تھی تمہین غم دیکھین گے / جاے شادی یہ الم دیکھین گے
جان بلب ہجر سے ہے اب یہ جوان / کوئی دم کا ہے یہ مہمان مہمان
بات بگڑی ہوئی بنتی ہے کہین / اسکے جینے کی اب امید نہین
کیا عجب ہے جو ہو دیدار بہم / جان بچ جاے گھٹے کاہش غم
تب فرقت سے افاقہ ہو جاے / مرض غم سے یہ اچھا ہو جاے
روکے وہ بولی کہ کیونکر دین صلاح / کیا ہوا ہے ابھی جز عقد نکاح
ابھی دونون ملین باہم کیونکر / طعنہ زن ہون گے اعزا ہتمیر
اوس جہان دیدہ نے یون سمجھایا / اس طرح راہ پر اوسکو لایا
چپکے لڑکی سے یہ کہدو جاے / اور اوسے ایک نظر دیکھ آے
الغرض بات یہی پائی قرار / کہ ہو دونون مین حصول دیدار
اوس پری نے جو اجازت پائی / تن بیجان مین وہین جان آئی
خستہ دل اشک فشان چاک جگر / بال بکھراے ہوے خاک بسر
پاس بیمار کے تنہا آئی وہ / سر بالین وہ مسیحا آئی
عالم شوق مین بیخود ہو کر / رکھ کے مشتاق کا سر زانو پر
چشم پرنم سے کیے اشک رواں / اسطرح پھر ہوئی سرگرم فغان
لے مرے ناز اوٹھانے والے / مجھکو وارفتہ بنانے والے
دل و جان صدقے مین تمپر واری / سچ کہو کیون ہے یہ حالت طاری
کچھ تمہین میری خبر ہے کہ نہین / حال پر میرے نظر ہے کہ نہین

تم چلے چھوڑ کے اب مجھکو کہان
کسکو دل سوز مین سمجھونگی یہان

کیون خفا ہو گئے جاتے کیون ہو
خاک مین مجھکو ملاتے کیون ہو

آنکھیں کیون بند ہین کہو لِلّٰہ
کچھ لبِ ناز سے بولو لِلّٰہ

ورنہ اس رنج مین مرجاونگی
اپنے جی سے مین گزر جاونگی

لبِ جان بخش کی آئی جو صدا
اوس اجل دوست نے آنکھین کین وا

سر جو زانوے صنم پر پایا
اوج پر بخت کا اختر پایا

طرفِ عارضِ دلبر دیکھا
چشمِ حسرت سے مکرر دیکھا

سونگھ کر خوب شمیمِ گیسو
روح نے کی حرکت صورتِ بو

جانِ بیتاب بدن سے نکلی
عندلیب اپنے چمن سے نکلی

اوس گل اندام نے دیکھا جو یہ رنگ
زندگانی سے ہوئی اور بھی تنگ

جان سے ہاتھ اوٹھایا اوس نے
لاشہ چھاتی سے لگایا اوس نے

ہوئی سرگرمِ فغانِ ماتم
نحو اندازِ بیانِ ماتم

اے مرے عشق مین مرنیوالے
گور مین پاؤن کے دھرنیوالے

اب چلے تم تو سوے ملکِ عدم
دے چلے مجھکو غم و رنج و الم

اب مرے ناز اوٹھائیگا کون
بگڑی باتون کو بنائے گا کون

غم اسی کا مجھے اولجھائے گا
کون گیسو مرے سلجھائے گا

دردِ ہجران سے جو ہونگی غمگین
کون دیگا مرے دل کو تسکین

ناز فرقت نہ اوٹھے گا مجھسے
بارِ کلفت نہ اوٹھے گا مجھسے

دستِ تقدیر سے چارا کب ہے
ورنہ یہ داغ گوارا کب تھا

اوسنے یہ کہکے جو کھینچی اک آہ
روح نے ملکِ عدم کی لی راہ

نازنی جسم ہوا افسردہ تو
گلِ شاداب ہوا پژمردہ

اوسکے ماں باپ کو پہونچی جو خبر
روئے سر پیٹ کے وہ خستہ جگر

دوست دشمن جو کوئی سنتا تھا
فرط افسوس سے بھر دھنتا تھا

اپنے بیگانے ہوئے جمع وہان
محشر آباد بنا صحن مکان

کوئی فریاد فغان کرتا تھا
نفس سرد کوئی بھرتا تھا

جیب و دامن کوئی کرتا تھا چاک
کوئی حسرت سے اوڑاتا تھا خاک

آتشِ غم سے کوئی جلتا تھا
کفِ افسوس کوئی ملتا تھا

پھر عزیزوں نے بصد رنج و محن
دونون میّت کو دیا غسل و کفن

دست تقدیر سے ہو کر ناچار
دونون کو دفن کیا آخر کار

ہوگئین دل مین تمنائین ہلاک
مل گئین آرزوئین سب تہ خاک

پھاڑ کر جیبِ گریبان غم مین
حسرتین رونے لگین ماتم مین

ہو کے آوارہ پریشان برباد
نکلی سر پیٹتی آہ و فریاد

روحِ فرہاد و نل و قیس حزین
فرط حسرت سے ہوئی سوگ نشین

دودِ آہ دلِ سوزان جو اوٹھا
شامیانہ وہ بنا تربت کا

چشمِ انجم سے فلک نے روکر
اشکِ شبنم کی چڑھائی چادر

خاک صرصر نے اوڑائی غم مین
ابر بھی رونے لگا ماتم مین

وحشتین رو بہ بیابان نکلین
حسرتین چاک گریبان نکلین

بیکسی کرنے لگی نوحہ گری
قبر پر بن کے مجاور بیٹھی

خاتمہ کتاب

تیری محفل کو سلام اے ساقی
اب اوٹھا شیشہ و جام اے ساقی

جوش پر آپ ہے میخانۂ دل
غم سے لبریز ہے پیمانۂ دل

ہے مجھے خونِ جگر جائے شراب — آتشِ غم سے ہرا دل ہی کباب

تا کجا مرثیہ خوانی میری — ہو چکی سوز بیانی میری

بیخودی نے جو کیا گم مجھکو — نہ رہی تابِ تکلم مجھکو

مثنوی کیسی کہاں کے اشعار — حضرتِ عشق کے ہیں یہ آثار

اسکا شیرازہ ہے تارِ رگِ جان — سطریں ہیں دودِ دلِ شعلہ نشان

جدولیں اسکی ہیں غم کی نہریں — اوٹھتی ہیں درد و الم کی لہریں

پارۂ دل ہے مقرر ہر حرف — سرخی خون ہے بجائے شنجرف

سوزشِ غم سے ہیں نقطے اخگر — اسکے لفظوں میں ہیں لاکھوں نشتر

قصہ کوتاہ ہوئی جب یہ تمام — تھی مجھے فکر کہ رکھوں کیا نام

بلبلِ فکر ہوئی زمزمہ ساز — نام رکھ شوقِ حزیں نغمۂ راز
١٣٠٣ھ

دل نے پھر مصرعِ تاریخ کہا
ختم اللہ لہا بالحسنےٰ
١٣٠٣ھ

قطعہ تاریخ سخنور بے مثل و بی نظیر جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی

جواہر مضامین کے لاکھوں بھرے ہیں — بلاغت کی کان آج یہ مثنوی ہے

امیر اسکی تاریخ میں نے یہ لکھی — فصاحت کی جان آج یہ مثنوی ہے
١٣٠٣ھ

چکیدۂ قلم شاعر ذی اشرف جناب منشی اشرف علی صاحب اشرف لکھنوی

شوق نے ایسی مثنوی لکھی — ہے ہر اک شعر جس کا درد آمیز

لکھو اشرف یہ مصرعِ تاریخ — سخنِ بے بہا ہے عشق انگیز
١٣ھ

طبعزادِ ہمپایۂ قدسی کلیم حضرت استادی منشی امیر اللہ صاحب تسلیم لکھنوی

بارک اللہ اے ظہیر احسن — مجمع علم و ماہرِ ہر فن
مثنوی لکھی کیا نئی تمنے — ساحری شاعری مین کی تمنے
وہ فصاحت زبان مین رکھی ہے — وہ بلاغت بیان مین رکھی ہے
دل ہی جسکا مزا اوٹھاتا ہے — شورِ تحسین لبون تک آتا ہے
اوج بخشا کمال کو کیا کیا — دی بلندی خیال کو کیا کیا
سیر نے اِک مزا دیا دل کو — نقش حیرت بنا دیا دل کو
پھر تاریخ کلک کی ہے یہ لَے — واہ کیا دلپسند نغمہ ہے
۱۳۰۱ھ

منہ دام فیضہٗ

حبذا چون شوق ممتازِ جہان — زد رقم این مثنوی بے مثال
خامۂ التسلیم تاریخش نوشت — مثنوی دلکش و سحر حلال
۱۳۰۱ھ

نتیجۂ طبع وقاد حضرت استادی مولوی محمد عبد الاحد صاحب شمشاد لکھنوی

ظہیر احسن کہ با شوق است معروف — بہ نغمہای رنگارنگ موصوف
نوا سنج گلستانِ فصاحت — ترنم ریز بستانِ بلاغت
چمن پیرائے باغِ نکتہ دانی — بہار افزائے گلزار معانی
نہالِ بوستانِ خوش مقالی — گلے از گلشنِ نازک خیالی
چو کرد این نامۂ نایاب تصنیف — کہ بیرون است و خارج ز توصیف
پئے سالش دلم شمشاد گفتا — تعالی اللہ کتاب روح افزا
۱۳۰۱ھ

ریختۂ کلک سخنگوی و سخن شناس جناب میرزا ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی

عجب مثنوی گفت شوقِ سخنور — ہمہ درد خیز و ہمہ عشق آگین
چنین ہاتفِ غیب با یاس گفتا — بگو سالِ نظمش چہ دلکش مضامین
۱۳۰۱ھ

تمت

درد جدائی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے مری جان اے مرے دلدار
غیرت سرو باغ و رشک بہار

گل شاداب گلشن خوبی
نونہال ریاض محبوبی

عرض کرتا ہون داستان فراق
دل لگا کر سنو بیان فراق

عشق جس دم گلے کا ہار ہوا
باغ دل غم سے خار خار ہوا

بیل ارمان کے منڈھے نہ چڑھی
وحشت سیر دشت حد سے بڑھی

راہ لی مین دشت غربت کی
خاک چھانی رہ مصیبت کی

کیا بتاؤن جو میری حالت تھی
اپنے سایہ سے مجھکو وحشت تھی

لب دریا مرا ہوا جو گزر
جوش مین آئے غم سے دیدہ تر

دیکھکر میرے دیدۂ پرآب
پھوٹ کر روئی خوب چشم حباب

پا کے عقل و خرد سے بیگانہ
جان کر مجھکو کوئی دیوانہ

بیڑیاں بھرنے کے لئے دریا
لاکھون زنجیرین موجون کی لایا

جب یہ طوفان غم نظر آیا
دل خون گشتہ اور بھر آیا

پھر تو اُمڈے وہ رشک دریا بار
کہ ہوا پانی پانی ابر بہار

دیکھ کر جوش بحر دیدۂ تر
چشم حیرت بنی ہر ایک بھنور

پھر مین اک بجرے پر سوار ہوا
کسی صورت سے بیڑا پار ہوا

کوئی مونس نہ کوئی ہمدم تھا
ہان اگر ساتھ تھا تو اک غم تھا

راہ غربت کا تھا جنون جو خضر
رہنما بنکے لے چلا آخر

کیا کہون پھر کہان پہونچا
مختصر یہ کہ مین یہان پہونچا

واقعی ہے سفر جو ٹیڑھی کھیر
ہو گیا ضعف پاؤن کی زنجیر

جوش وحشت کا زور چل نسکا
لکھنؤ سے کہین مین ٹل نہ سکا

سیر دشت و جبل سے منہ موڑا
بھاری پتھر تھا چوم کر چھوڑا (مثل)

قصہ کوتاہ رہ گیا مین یہین
پھر یہان سے مین جا سکا نہ کہین

کچھ نہ بدلی یہان بھی حالت دل
نہ ہوئی کم ذرا بھی وحشت دل

بہر تفریح خاطر ناشاد
جو کبھی جاتا کبھی حسین آباد

کبھی مچھّی بھون کو جاتا مین
کبھی سیر چمن کو جاتا مین

دل نہ بہلا مگر کسی صورت
اور بڑھتی گئی مری وحشت

ایکدن مین گیا جو قیصر باغ
آتش غم سے کھائے سیکڑون داغ

خاک اڑاتی تھی غم مین باد سحر
گل تر خار خار آئے نظر

غم مین کھولے ہوئے تھے سنبل بال
زلف کی طرح تھے پریشان حال

گل سوسن تھے غم مین جامہ سیاہ
نظر آتے تھے سرو صورت آہ

دل مین پنہان جو رکھتے تھے غم و درد
پھول چنپا کے ہو رہے تھے زرد

سرنگون غنچے گل گریبان چاک
آبلون کی روش تھے خوشۂ تاک

قمریان آہ و نالہ کرتی تھین
بلبلین سرد آہین بھرتی تھین

رُت کچھ ایسی پھری ہوئی پائی
کہ کلی دل کی غم سے مرجھائی

لائے آتش کے تھے جو برکالے
پڑ گئے میری جان کے لالے

داغ کھاکے جو مین وہان سے پھرا
اپنے بستر پہ آکے غم سے گرا

کچھ دنون تک عجب رہی حالت
تھا کبھی خبط تھی کبھی وحشت

جب ہوا عیش باغ کا میلا
لوگون کا اوسطرف ہوا ریلا

بہرِ تفریحِ خاطرِ پُرغم
تھا اکھاڑا وہاں حسینوں کا
تھا کوئی گلعذار و غنچہ دہن
کوئی رشکِ پری و غیرتِ حور
تھا کوئی فتنہ ساز و عشوہ طراز
دل فریبی میں تھا کوئی عیار
تھا یہ سب کچھ مگر خدا کی قسم
خاطرِ بیقرار کی سوگند
شوخیٔ ناوکِ نظر کی قسم
قامتِ لاجواب کی سوگند
کاکل و خط و خال کی سوگند
میرے اشکوں کی آبرو کی قسم
میرے دل کی مرے جگر کی قسم
تم میں اُن میں جو فرق پاتا تھا
کوئی گل پیرہن ہوا تو کیا
کوئی مہوش اگر ہوا تو کیا
کوئی حور و پری ہوا تو کیا
میں تمہارا تھا چاہنے والا
کیوں کسی پر فریفتہ ہوتا
ہے مگر اتنی بات اے دلبر
مجکو یاد آگئی وہ پیاری شکل

لیگئے مجکو بھی مرے ہمدم
ایک مجمع تھا نازنینوں کا
کوئی گلگوں قبا و رشکِ چمن
حُسن میں طاق نازنیں مشہور
کوئی چالاک تھا کوئی طنّاز
نقدِ دل لینے میں کوئی طرّار
سرمگیں چشم کی حیا کی قسم
دیدۂ اشکبار کی سوگند
لذتِ کاوشِ جگر کی قسم
سروِ باغِ شباب کی سوگند
صورتِ بیمثال کی سوگند
جوشِ ارمان و آرزو کی قسم
بندہ پرور تمہارے سر کی قسم
کب نظر پر اونہیں چڑھتا تھا
کوئی نازک بدن ہوا تو کیا
کوئی رشکِ قمر ہوا تو کیا
زہرہ و مشتری ہوا تو کیا
عاشقی کا نباہنے والا
بوالہوس تھا جو شیفتہ ہوتا
آنکھ ڈالی جو اون حسینوں پر
پھر گئی آنکھوں میں تمہاری شکل

اگلی اُلفت کی چوٹ اوبھر آئی — دل ہوا بھاری آنکھ بھر آئی

جیب و دامن کیے جنون میں چاک — مثلِ مجنون اوڑائی سر پہ خاک

صدمۂ غم سے دم نکلنے لگا — ہاتھوں فرقت مین دل اوچھلنے لگا

آئین بیتابیان زیارت کو — پہونچی آہ و فغان عیادت کو

ہے اُسی روز سے بُری حالت — مرضِ غم سے ہے ردی حالت

درد فرقت سے جان کھوتا ہون — یہ غزل اپنی پڑھ کے روتا ہون

غزل

نقدِ دل گیا کوئی خبر نہ ہوئی — دزدِ شاطر ہوئی نظر نہ ہوئی

نظرِ لطف راہ پر نہ ہوئی — بھولے بھٹکے کبھی ادھر نہ ہوئی

لاکھ آنسو بہائے آنکھون نے — کم مگر سوزشِ جگر نہ ہوئی

حال طولِ شبِ فراق نہ پوچھ — برسون گزرے مگر سحر نہ ہوئی

اُو تغافل شعار کیا کہنا — مر گئے ہم تجھے خبر نہ ہوئی

آج کی فکر ہے کبھی کل کی — عمر آرام سے بسر نہ ہوئی

دل کو دل سے جو راہ ہے لے شوق
کبھی فکرِ پیامبر نہ ہوئی

جان جانیکا غم نہین اے یار — ہے مگر دل مین حسرتِ دیدار

اِک تمہارا خیال رہتا ہے — اشتیاقِ وصال رہتا ہے

آنکھون مین بھاری رات کٹتی ہے — سوچ مین ساری رات کٹتی ہے

جب کھٹکتی ہے کچھ بھی دل کی پھانس (محاورہ) — دم پہ آبنتی ہے اوکھڑتی ہے سانس

ہائے تم ایسے بے خبر بیٹھے — کان مین تیل ڈالکر بیٹھے (محاورہ ۱۲)

کچھ مرے نالے کارگر نہوئے — درد سے میرے تم خبر نہوئے

کیون نہ مین اپنی آہ کو روُون
تم تو بیرحم سنگدل نکلے

کیا اثر ہو دل ستمگر مین
سیکڑون مینے نامہ بر بھیجے

تمنے لکھا نہ کچھ جواب اونکا
اب جو یہ انداز ترا لا ہے

کیا کہون مین۔ ہی ضعف دامنگیر
ورنہ اوٹھتا مین دردِ آہ کی طرح

خیر تم آج کرلو جور و جفا
لاکھہ پردون مین بھی چھپوگے اگر

پاکے اپنے نصیب سے تمکو
جاکے پھر پیش داورِ محشر

دیکھہ لینا کرونگا یون فریاد
سنکے اوسوقت تم خجل ہوگے

میری منت کروگے آخر کار
اپنے روٹھے کو تم مناؤگے

اب بہت ہوچکا بیان فراق
ہاتھہ اوٹھاتا ہون ابدعا کیلئے

یعنی
ہے اثر جبتک اس فسانے کا
خُلد مین خوش رہے ہاتھہ مین ہاتھ

محاورہ
کان پر کب تمہارے رینگی جون
آہ پھر کیون نہ منفعل نکلے

مثل ۱۲
جونک لگتی نہین ہی پتھر مین
نامۂ شوق بیشتر بھیجے

نامہ بر کو جواب صاف ملا
دال مین کچھ ضرور کالا ہے

ناتوانی ہے پاؤن کی زنجیر
تمسے ملتا کسی نگاہ کی طرح

حشر کا دن کبھی تو آئے گا
چھان ڈالونگا مین صف محشر

چھین لونگا رقیب سے تمکو
داد چاہونگا اپنی اے دلبر

یہ جفائین ہین انکی یہ بیداد
سر جھکا لوگے منفعل ہوگے

ہاتھ جوڑوگے ہوکے تم ناچار
بات بگڑی ہوئی بناؤگے

ختم کرتا ہون داستان فراق
کہدو آمین تم خدا کے لئے

شاد و خرم رہو زمانے مین
تم رہو جوبنکے شوق کے ساتھ

تمت

صبح وصال

ہائے فلک نے قہر یہ ڈھایا
بخت نے ایسا پلٹا کھایا

صبح الم کا رنگ جمایا
وقت جدائی سر پر آیا

دیکھ کے غمگین حالت دل کی
روتی ہے دلہن حسرت دل کی

کیجیے کیا اظہار الم کا
حال ہے روشن حسرت و غم کا

کیا ہو بیان گردش ستم کا
ہائے وہ تارا صبح کا چمکا

بجنے لگے افسوس گجر بھی
بول اوٹھے مرغان سحر بھی

صبح نے اپنی شکل دکھائی
مرغوں نے بھی آفت ڈھائی

کوؤں نے اک دھوم مچائی
تو وہ اذان کی آواز آئی

باہر نکلے خلوت والے
جاتے ہیں مسجد طاعت والے

برہمنوں نے شور اوٹھایا
گھڑیالی نے غل جو مچایا

بتخانے میں سنکھ بجایا
نیند سے اک عالم کو جگایا

گھر سے چلے اشنان کو ہندو
جے گنگا کا شور ہے ہر سو

باد سحر سے غنچے چٹکے
ہیں جو طلوع مہر کے کھٹکے

نکہت گل کے قافلے بھٹکے
روتی ہے شبنم گل سے لپٹ کے

کھلتی ہے دن کی قسمت چمکی

ہوں مہمان اب کوئی دم کی

غم سے جو شبنم روتی ہے گل کے
ہیں یہ شگوفے خندۂ گل کے

بال ہیں یکسر تر سنبل کے
زخم ہرے ہیں ہر بلبل کے

صبح جو سر پہ آئی ہوئی ہے
دل کی کلی مرجھائی ہوئی ہے

رہی نہ کچھ کچھ شب کی سیاہی
کیسی گھڑی یہ آئی الٰہی

چلنے لگے منزل سے راہی
ہوتی ہے کوئی دم میں تباہی

ہوتی ہے اب دلدار سے رخصت
صبح ہوئی کیا آئی قیامت

لو جاگے۔ لی بخت نے کروٹ
کام نہ آئی اپنی لگاوٹ

منہ سے اوٹھایا اپنا گھونگھٹ
ناز و ادا سے اوٹھے جھٹ پٹ

ملتے اوٹھے وہ چشم خماری
سو گئی اب تقدیر ہماری

بکھری ہوئی ہے زلف معنبر
اوترا ہوا ہے چہرۂ انور

سرمہ ہوا ہے آنکھوں کے باہر
کیا ہے اوداسی چھائی ہے رخ پر

آنکھ چھپائے ہیں وہ ادا سے
بھیگے ہوئے ہیں جوش حیا سے

وائے مقدر۔ ہائے ری قسمت
مانگ رہی ہیں مجھ سے اجازت

صبح ہوئی اب ہوتی ہیں رخصت
دل کو ستاتا ہے غم فرقت

ہائے جدا وہ ہوتے ہیں ہم سے
منہ کو کلیجا آتا ہے غم سے

حال پر اپنے روئیں نہ کیونکر
کب وہ ٹھہرنے والے ہیں دم بھر

جائینگے اپنے گھر وہ مقرر
رہ گئے دل میں ارمان اکثر

جیسی چھوٹی ہائے یہ شب تھی
اور کوئی رات ایسی کب تھی

لایا مقدر روز جدائی
سخت ہے کیسر روز جدائی

آ گیا سر پہ روز جدائی
کاٹیں گے کیونکر روز جدائی

صبح کا کرنا شام ہے مشکل
اب تو ہمیں آرام ہے مشکل

دوڑو محلے ٹولے والو
کوئی بہانہ کر کے منا لو

جلد خبر اب بہر خدا لو
حال ردی ہے ہمکو سنبھالو

دم گھٹتا ہے جوش الم سے
سانس اکھڑتی ہے اب غم سے

پیش نظر ہے یاس کا عالم
ہوش و خرد ہیں درہم برہم

اشک فشاں ہیں دیدۂ پرنم
دود جگر اوٹھتا ہے پیہم

آگ لگی ہے سینے کے اندر
ہوتے ہیں شعلے منہ سے باہر

فرط الم سے جوش قلق ہے
غم سے کلیجا اپنا شق ہے

درد کے مارے چہرہ فق ہے
جان بدن میں ایک رمق ہے

ہوشربا ہے درد جدائی
عرش رسا ہے دل کی دوہائی

کچھ بھی نہ آئے کام یہ نالے
ایسے پڑے ہیں جان کے لالے

جاتے ہیں اب جانے والے
زہر کے ہم پی لینگے پیالے

کون اوٹھائے گا غم فرقت
رات کے صدمے دل کی مصیبت

سچ ہے تونے کی آفت کیا ہے
خیر ہمارا ابھی تو خدا ہے

آج دغا کل جور و جفا ہے
ناحق آتی آہ و بکا ہے

شوق کہاں تک سوز بیانی
ختم کرو یہ غم کی کہانی

شام فراق

...راق آج آئی ہوئی ہے
...اداسی چھائی ہوئی ہے

بخت سیہ کی لائی ہوئی ہے
جان بہت گھبرائی ہوئی ہے

شام سیہ رو سر پہ آئی
تاروں نے اپنی شکل دکھائی

چار طرف تاریکی چھائی
گھروں میں سب نے شمع جلائی

دیکھ کے چڑیاں شب کا اندھیرا
پیڑوں پر لیتی ہیں بسیرا

مغرب پڑھ کر سب گھر آئے
گھڑیالی نے سات بجائے

بجھ گئی اب سورج کی مشعل
سرخ شفق کا پھیلا آنچل
دود جگر کا پھیلا کاجل
رات نے تانا کالا کمل
اب تو غضب کا ہے سناٹا
چاروں طرف ہے عالم ہو کا

شمع دکھاتے جگنو نکلے
کانٹے نکلے بچھو نکلے
ویرانوں سے الو نکلے
کیڑے مکوڑے ہر سو نکلے
شیر ہوئے باہر گھر سے
گیدڑ نکلے جھاڑ و کھنڈر سے

منہ پھیلائے حلقۂ در ہے
تاکے ہیں شاید یہ اژدر ہے
قہر و غضب کی آنکھ ادھر ہے
اسکے نکلنے کا ہمیں ڈر ہے
کالی بلا ہے شام جدائی
نکلی دشمن ساری خدائی

دل ہے تپاں بیتاب جگر ہے
طول سے اسکے کسکو خبر ہے
حال ہمارا نوع دگر ہے
صبح قیامت اسکی سحر ہے
چین پڑے گا یاں کیونکر
ہم سے کٹے گی یہ شب کیونکر

آج وہ آئی شام مصیبت
ہیں غضب کا ہے غم فرقت
گھبراتی ہے جس سے طبیعت
کوئی نہیں مونس بجز حسرت
کون سنے گا دل کی دوہائی
کسکو سنائیں درد جدائی

وقت مدد ہے اے غم جانان
حال ہے اپنا سخت پریشان
کالی بلا ہے یہ شب ہجران
دل ہے نہایت ششدر و حیران
تو ہی ہمارا مونس و ہمدم
تو ہی تسلی دے ہمیں اس دم

اے نالو تم جی نہ چراؤ
چھوڑ کے تنہا ہمکو نہ جاؤ
اتنی تکلف آج اٹھاؤ
آج ہمارا دل بہلاؤ
شاید اپنا یہ دل غمگین
درد و الم سے پائے تسکین

آج برستے ہیں انگارے
اے تارو سب چھپ گئے پیارے
کل نہیں پڑتی غم سے ہمارے
جاگو تم اب ساتھ ہمارے
قصہ کہانی کوئی کہو تم
شب بھر بیدار آج رہو تم

ہائے بہت کچھ شور مچایا
خاک کسی نے رحم نہ کھایا
رو رو کر سب حال سنایا
اپنی مدد کو کوئی نہ آیا
جان چرائی غمخواروں نے
آنکھ بدل ڈالی یاروں نے

ہے یہی اس دنیا کی حالت
دوست کہاں کے کیسی محبت
ہوتی ہے جب گردش قسمت
ہوتے ہیں اپنے غیر کی صورت
خیر نہ آتی آہیں بھرو تم
شوق خدا پر صبر کرو تم

تواریخ وفات مصنف علیه الرحمه

تاریخ انتقال جامع الفضل والکمال آبر نیسان فصاحت بحر زخار بلاغت شاہباز آشیان معنی طرازی ہماے بلند پرواز اوج حقیقی و مجازی کلیم وادی نکتہ دانی خضر چشمہ ترزبانی علم افراز میدان مضمون صوری و معنوی مولانا مولوی حکیم محمد ظہیر احسن صاحب شوق نیموی رحمہ اللہ القوی (از افضل الفضلا اکمل الکملا واقف اسرار معانی مرکز دائرہ سخن شناسی جناب مولانا مولوی محمد عبد العلی صاحب آسی مدراسی مرحوم و مغفور)

صد حیف ظہیر احسن شوق آن حسن دوران
ناگاه جوان مرد که چون گل بچمن بود

این ماتم سخت ست که گویند جوان مرد
اینهم یکی از دور نو چرخ کهن بود

در نیمهٔ آدینه و هم نیمهٔ رمضان
هم در ده نیمی وطنش گور و کفن بود

باروی در رخشنده و بارای درخشان
مهر فلک شعر و مه چرخ کهن بود

هم در فقها واقف احکام شرائع
هم در علما عالم آیات و سنن بود

افصح بمبانی هم و ابلغ بمعانی
اکمل بکمالات اتم در همه فن بود

هم پایهٔ خاقانی و هم رتبهٔ سعدی
هم مفخر قاآنی و هم فخر زمن بود

در مدح سخن سنجی او ناطقه لال است
چون شمع بیزم شعرا جلوه فگن بود

با شعر و سخن ذات وی از وحدت ارواح
یک روح و دو پیمانه و یک روح و دو تن بود

هم ظاهر و باطن دلش آئینه صفت صاف
هم با همه و بے همه در سر و علن بود

در ندوهٔ جل سخن و نادی تحقیق
چون بدر درخشنده به پیر و به پیران بود

ندرت

آن یار وفادار که در خلوت و جلوت — همراز و ہم آہنگ و ہم آوازۂ من بود
افسوس صد افسوس که ناگه اجلش برد — روزیکه گذشت او شب یلدای حزن بود
زو مصرع تاریخ وفاتش رقم آسی — علام سخن نامی دوران زمن بود

تاریخ وفات از ماہر فن مولوی محمد احسن صاحب احسن مارہروی شاگرد رشید حضرت داغ دہلوی

حیف مولانا ظہیر احسن شده — رہگرا سے عالم قدوسیان
شاعران خوانند شوق نیموی — شہرتش شد با تخلص در جہان
طبع او موزون و ذوق او سلیم — نکته رس کم دیده شد مانند آن
از افاضاتش کتبہاے ادب — رفته اند اکثر بدست شاعران
ہر که تصنیفات او را دیده است — رتبه او می شناسد بیگمان
چون رسید آدینه و ماه صیام — او وداع گفته خوانده جسم و جان
بہر تاریخ وفات او شده — چون طلب از طالب شیوا بیان
کرد انشا احسن مارہروی — یافت شوق نیموی دار جنان

۱۳۲۲

تاریخ وفات نتیجه فکر شاعر نازک خیال سخنور بیمثال جناب حافظ مولوی محمد جلیل حسن صاحب جلیل مانکپوری جانشین امیر مینائی المقامی ریاست حیدرآباد دکن شاگرد رشید جناب حضرت امیر مینائی مرحوم

سدھارے آه شوق نیموی دنیای فانی سے — خدا بخشے بہت مشہور تھے وه اہل جوہر میں
جلیل خسته سے تاریخ جب پوچھی کہا اُسنے — کہ تاریخ وفات شوق ہے شوق سخنور میں

تاریخ انتقال از شاعر شیرین سخن منشی محمد فخرالدین صاحب حاذق بہانپوری شاگرد رشید غازیپوری

حضرت شوق کی جدائی میں — زندگی ہو گئی ہے ہم کو وبال

آہ اے شوق ہنوز ہی افسوس — آہ تیرا وہ ہر ہنر مین کمال
دن نہ مرنے کے تھے تمہارے ای شوق — تھا چل و چار ابھی تو سن و سال
کر کے ویرانہ باغ عالم کو — چمن خلد کو گئے خوش حال
گو تھے امراض اور بھی لاحق — جان لیکر گیا ہوا جو طحال
تھی یہ تعبیر دید احمد کی — کہ ہوا آپ کا خدا سے وصال
طب و منطق ۔ عروض ۔ دانی مین — آپ ہی تھے جہان مین اپنی مثال
تھے ۔ محدث ۔ مفسر و مفتی — اور ہر فن مین فاقد الامثال
خلق و مہر و وفا مین لاثانی — تھے بشر وہ مگر فرشتہ خصال
سوگ مین یون تو اک جہان ہی پر — شعرا ہیں بہت پریشان حال
حضرت داغ کو بھی داغ ہوا — غم سے تفتہ جگر جناب جلال
کیا شگفتہ ہون حضرت شمشاد — غم مین شاگرد کے ہو جی ہی نڈھال
کیون نہ ظلمت کدہ ہو غازیپور — کیون جناب بقا کو ہو نہ ملال
خواجہ تاش آپکے تھے حضرت شوق — کیون نہ کیفی رہین شکستہ بال
ایسے دلریش ہین جناب فگار — بدر رخسار ہو گئے ہین ہلال
چوبڑہ خاندیس مین ہی یہ سوگ — طالب خوش بیان ہین غم سے لال
آہ ظلمت کدہ ہوا پٹنہ — شاد و آزاد غم سے ہین پامال
غمکدہ ہو گیا ہے برہانپور — حاذق خستہ ہے بہت بیحال
شوق کے اس ریاض ہستی مین — پھلین پھولین الٰہی اونکے نہال
رمضان کی تھی ہفتدہ جمعہ کو — خلد مین پہونچے آپ وقت زوال
پہونچے جب سوئے عالم بالا — شوق با فر و جاہ و عز و جلال
پھر تاریخ بول اٹھا ہاتف — کہ نہین احتیاج طول مقال

یہی مصرع ہی مظہر تاریخ ہمز — ساکن خلد شوق نیک مآل
شوق کا دم نکلتے اے حاذق — غرق رحمت ہوا مسیحی سال
۴۴ — ۱۳۴۸ — ۱۹ع

تاریخ از سید امیر حسن صاحب دلیر شاگرد جناب داغ دہلوی مرحوم

حضرت شوق نیموی جن کو ہمز — تھا بہت شعر و شاعری کا ذوق
سیکڑون شاعر اُن کے حلقہ بگوش — سیکڑون گردنون مین اُنکے طوق
تھین مسلم لسانیتین اُن کی — لے گئے تھے وہ اکثرون پر فوق
کہئے تاریخ رحلت اُنکی دلیر — آج ہی آہ رنج رحلت شوق
۲۲ — ۱۳

تاریخ وفات از نتیجہ فکر شاعر فصیح البیان جناب منشی خدابخش صاحب طالب ملتانی
تلمیذ مصنف

وقت پر اگر یہ اپنا دم مین کر جاتی ہے کام — بچ سکے کوئی اجل سے یہ کسی کی کیا مجال
آج راہی ہو گئے دار فنا سے سوئے خلد — شوق مولانا ظہیر احسن تھے بے مثال
غم فزا یہ واقعہ ہے جانگزا یہ حادثہ — اُنکی رحلت کا نہ ہو کیون ایک عالم کو ملال
زندگی مجتہد ہے زندگی کائنات — ایک عالم کی ہے رحلت مجتہد کا ارتحال
فرد تھے ہندوستان مین علم دینیات مین — تھا اُنھین علم حدیث و فقہ مین حاصل کمال
خط مظفرپور سے مجکو لکھا تھا آپنے — کردیا خط و کتابت کا اسی نے انفصال
حال بیماری حضرت مندرج تھا اُسمین سب — یہ بھی لکھا تھا کہ اب بچنا ہمارا ہے محال
میری محرومی قسمت ہائے سد رہ ہوئی — گو عظیم آباد جانیکا ہوا اُس دم خیال
چند روز اُس سانحہ والای مولانا کے بعد — مین نے اخبارون مین دیکھا غمفزا حال وصال
کسقدر صدمہ ہوا ہے اُنکی رحلت سے مجھے — کیا کہون کسطرح دکھلاؤن دل غمگین کا حال
زندہ درگور اُنکی مرگ ناگہانی سے ہون مین — ہوگئی ہین میرے دل کی آرزوئین پائمال

کیا لکھوں ہنگام رحلت اسقدر معلوم ہی
فاتحہ پڑھکر دعائے مغفرت مانگوں یہی
فکر ہی تاریخ رحلت کی جو اے طالب تجھے
برفت از جہان حضرت شوق ہے ہے
بگو مصرع سال ترحیل طالب

وله

تھا وہ روز جمعہ ماہ صوم کا وقت زوال
باغ جنت میں جگہ دے انکو رب ذو الجلال
لکھدے کاشف حنفیہ غریب کا سال انتقال
لبیب زمانہ بخلد برین گشت ہم ۱۳۲۲ھ
ادیب زمانہ بخلد برین شد
۱۳۲۲ھ

تواریخ وفات از نتیجہ فکر مولوی محمد عبد العزیز صاحب عزیز اشرفی فیوسی عظیم آبادی

وہ محمد ظہیر احسن شوق
باخبر از نکات قرآنی بود
عالم باعمل امام ہمام
قطب ارشاد و مرکز عرفان
عارف پاکباز یزدانی
نقشبندی مجددی یعنی
ذات او مظہر صفات صمد
مستند نکتہ دان بہ نظم و بہ نثر
کرد رحلت دریغ حضرت شوق
بدنوبمر مطابق رمضان
عین وقت نماز جمعہ بود
در غم مرگ این فرید زمان
ہمگنان در فراق می نالند
سنہ رحلتش عزیز بشد

در حدیث آنکہ داشت کامل ذوق
مایہ ناز فقہ نعمانی
مرجع دہر حجت اسلام
قبلہ دین و کعبہ ایمان
صوفی بے نیاز ربانی
چشمہ فیض فضل رحمانی
کامل دہر و نائب احمد
اوستاد زمان وحید عصر
پایہ اش بود ہمچو غالب ذوق
ہفتدہ زین و بست و پنج ازان
کو بہ دار البقا سفر فرمود
دل طپانست و نیز نوحہ کنان
کف حسرت بہم ہمی مالند
مہ رمضان و یوم جمعہ بدیع
۳۲ ۱۳ ۵

سال زم از سال فصلیش آگاہ
گفت تاریخ عیسوئم عقل

کچھ عجب حالت ہے میری کیا کہوں کس سے کہوں
لب ہے سرگرم فغان و رات دن محو خروش

حسرت و ارمان و بیتابی و رنج و درد و یاس
چل بسے افسوس دنیائے دنی سے چل بسے

شاعر شیریں سخن معجز بیان استاد وقت
رائے صائب میں تھے یکتا فہم کامل میں تھے فرد

یاد رہجائینگے میرے خاطر ناشاد کو
ایک بجکے دس منٹ پر روح اقدس آپکی

باحضور دل اسیوقت آپ سجدہ میں عزیز
فصلی ہجری، عیسوی تاریخ لکھدیں یوں عزیز

باحیا بد ظہیر الاسلام آہ
حیف پنہاں شد آفتاب فضل
١٣٢١ فصلی ١٣٢٤ ١٩٠٦

روح ولیں منتشر ہے مضطرب لب پر کلام
رعد کا دل پھٹ رہا ہے نعرۂ اُف صبح و شام

بیکسی میں ہیں یہی دو چار میرے ہمقیام
آج مولانا ظہیر احسن فقیہ ذوالکرام

مطلع نازک خیالی مقطع حسن کلام
عدل و اخلاق و ترحم وہ کہ شیدا خاص و عام

ہفتدہ تاریخ روز جمعہ ماہ صیام
دار فانی سے ہوئے رخصت سوئے دار السلام

خطبۂ جمعہ شروع کرتے سر منبر مدام
عبر غم شوق سخنور مرشد ذی احترام

تاریخ انتقال از نتیجہ فکر رسا جناب مولوی محمد نور الہدی صاحب نور نیموی عظیم آبادی مد ظلہ گردد

حضرت شمشاد لکھنوی مرحوم

حضرت شوق محقق شاعر افصح کلام
اختر برج فصاحت گوہر درج کمال

مصدر فرع و اصول و معدن فقہ و ادب
منبع علم حدیث و فاضل یکتای دہر

کاشف رمز حقیقت رہبر دین متین
پیشوای اہل عرفان رونق اہل کلام

وقت خطبہ روز جمعہ ہفتدہ رمضان بمرد
مجمع علم بلاغت صاحب دیوان بمرد

واقف منقول و حکمت نیر تابان بمرد
نائب محبوب اکبر واعظ قرآن بمرد

مطلع نور ہدایت مرجع نیکان بمرد
رہنمای شرع احمد مایۂ ایمان بمرد

ظلِ رحمان فضلِ یزدان صدرِ ایوانِ حکم
بلبلِ نغمہ سرائے گلشنِ حمدِ اِلٰہ
حسرت ای نبی وینہ حسرت ای اہلِ بہا
حسرت ای عرضِ معلی آبروی تو برفت
حسرت ای فنِ بلاغت حسرت ای شعر و سخن
حسرت ای علم اصول و حسرت ای فقہ و حدیث
حسرت ای خلوت گزین و حسرت ای شب زندہ دار
در دو مصرع ہجری و فصلی سنہ کردم رقم
واقفِ طب و ادب رونق دہِ اہلِ سخن

وله

فلک ماتمی کیوں ہے پہنے لباس
زمین چمن ہوش کھوتی ہے کیوں
یہ کیوں شاخ سنبل ہے الجھی ہوئی
گلستان میں کیوں پھول مرجھا گئے
یہ طلاب پر ہے الم آج کیوں
سب اہل زبان آہ کرتے ہیں کیوں
خزان آگئی ہے شریعت میں کیوں
مگر اوڑ گیا ہے کوئی جانِ علم
ہوں کیا مہ صوم کا ماجرا
ڈھلی دوپہر روز جمعہ کی جب
جناب ظہیر احسن شوق نے
فصاحت بلاغت میں یکتائے دہر

عاشقِ دین و معینِ ملتِ نعمان بمرد
غنچہ نخلِ ریاضِ رحمتِ یزدان بمرد
حسرت ای ہندوستان این فاضلِ ذیشان بمرد
حسرت ای چرخ برین آن اخترِ تابان بمرد
حسرت ای گلزارِ حکمت غیرتِ لقمان بمرد
حسرت ای اسلام و عرفان رونقِ ایمان بمرد
حسرت ای اہلِ طریقت سایۂ رحمان بمرد
نور چون آمد بگوشم صاحبِ ایمان بمرد
عالمِ اکمل محدث منبعِ احسان بمرد
چمن کا ہے کیوں رنگ بالکل اداس
یہ شبنم بھلا آج روتی ہے کیوں
کمر میں صنوبر کے ہے کیوں کمی
عنادل کے نغمے جو تھے کیا ہوئے
ہے اہلِ سخن پر ستم آج کیوں
فصیح اللسان آہ کرتے ہیں کیوں
اوداسی ہے باغِ طریقت میں کیوں
کہ ویران ہے ہر طرف کانِ علم
ہوا ہفدہم روزِ محشر نماء
ستم پیشہ گردوں نے ڈھایا غضب
کیا کوچ دنیائے بے مہر سے
مہ و آفتابِ فضیلت سپہر

ادیب و فقیہ و شہیہ زمان
ذہین و ذکی و بلیغ و فصیح
جواب ایسے دیتے تھے وہ نیکنام
جہان اونکے شعر و سخن پر فدا
گلِ باغ حکمت طبیب زمن
خلیقِ زمان ہادی مومنین ہو
مصنف تھے اس عہد مین بے نظیر
سنن اور تعلیق ایسی لکھی کہ
لکھی بحث آمین مین حبل المتین
جلاء العیون کے لیئے ہے جلا
مجلی لکھی اوسکی تاکید مین
لکھی اور تحفہ جمال نعمان مین واہ
ہوا اصلاح ہوا ایضاح توضیح مین ہو
اسی فن مین اک تحفہ تحقیق ہے
پئے جمعہ لامع ہے جامع کے ساتھ
لکھی مثنوی بجلی سوز و گداز ہو
ہے پُر درد کیا نغمہ راز بھی
خبر نیمی کی یادگار وطن ہو
گئے جامع علم باغ ارم
کہان اب وہ معقول و منقول ہے
کہان ہو وہ تحریر طرزِ حسن

محدث جنھین مانتا ہے جہان
زبان شستہ و صاف لفظین صحیح
پھڑک جاتے تھے جس سے اہل کلام
ہر اک لفظ پر ہوتی تھی واہ وا
فصیح اللسان مجمع علم و فن ہو
معین و مددگار شرع متین
تصانیف انکی ہے شہرت پذیر
کہ چارون طرف دھوم ہے مچ گئی
ہے تائید مین رد سکینے دین
اُٹھانے کو ہاتھون کے رد کر دیا
مقالہ ہے مرشد کی تائید مین
ازاحۃ میں صحت کا پورا اشباہ
یہ دونون ہین اردو کی تنقیح مین
پئے نظم کچھ اس مین تدقیق ہے
کم لیتے ہین احناف انھین ہاتھ ہاتھ
حسن شمام شہد رکار از و نیاز
بلاغت سے مملو فصاحت بھری
بھرے جس مین دلچسپ شعر و سخن
ہمین دے گئے داغِ رنج و الم
کہاں نائب دین مقبول ہے ہو
کہاں وہ مضامین شعر و سخن ہو

کہاں ہے وہ درسِ حدیثِ صحیح
کہاں ہے وہ حکمت کہاں وہ علاج
کہاں ہے وہ مفتی کہاں وہ طبیب
کہاں وہ تصانیف و تالیف ہے
کہاں فضلِ رحماںؒ کہاں ظلِ رب
کہاں ہے وہ اسلام و ایمان کا تاج
لکھا ہیں نے فصلی میں نورِ حزین

کہاں وہ کلامِ بلیغ و فصیح
کہاں فرق علم و عمل کا ہے تاج
کہاں وہ محدث کہاں وہ ادیب
کہاں خصم کی رد و تضعیف ہے ہو
کہاں ہادیِ راہ نعمان ہے اب
کہاں باغِ رحمت کا ہے پھول آج
گئے ماہرِ علم خلدِ بریں ۱۲ ۱۳ ۱۴ فصلی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸	۱	فرخ	فرج	۳۸	۲۱	بمر ہو دج	ہمر ہو دج
〃	۱۰	گہر	گوہر	۴۰	۱۳	حال و	حال
〃	۱۹	گر	گرد	۴۲	۲۵	بنیات	بینات
۱۰	۵	سرچشمہ	سرِچشمہ	۵۸	۱۰	گونتا	گھنٹا
۱۷	۱۵	چھپکلی	جھپکی	۵۶	۱۰	سیتر	سیر
〃	۱۹	ے	سے	۶۲	۱۱	کھا گے	کھانے
۱۹	۱۳	نشہ ر	نشہ	〃	۱۴	شرالت	شرافت
۲۰	۹	ذمن	دامن	۷۰	۱۹	قدسی کلیم	قدسی و کلیم
〃	۱۱	لا	ملا	۷۱	۶	دل نے	دل کو
۲۹	۱۰	دھواندار	دھواندھار	۷۳	۱۰	قصر	قیصر
۳۳	۲۰	جعل	بغل	〃	۱۴	حنپا	چنپا
۳۳	۱	پکس	بکس	۷۶	۱۹	کا	میں
۳۷	۱۳	ترائے	ترے	۷۸	۱۱	والے	والو

اشتہار بعض کتب مصنف رحمۃ اللہ علیہ

آثار السنن حدیث شریف کی نہایت مفید کتاب ہے جسمین ہر باب مین مذہب حنفیہ کی تائید مین حدیث صحیح یا حسن مذکور ہے اور مخالفین کا جواب ہے اسمین وہ نکات بیان کئے گئے ہین جن سے کتب متقدمین و متاخرین خالی ہین قیمت فی حصہ - دو روپیہ عہ/

اصلاح اردو مین انشا پردازی و شعر گوئی کے واسطے اکسیر ہے اسمین متروکات قدیمہ و جدیدہ وغیرہ کا بیان ہے - قیمت ۵/

ایضاح رسالہ اصلاح کی شرح جسمین شاعری کے متعلق جابجا جدید مفید باتین درج ہین قیمت ۱/

شرح تحقیق یہ رسالہ اسم بامسمے ہے جسکی دھوم سارے ہندوستان مین مچی ہوئی ہے اسمین معرکۃ الآرا الفاظ کی تحقیق اچھی طرح کی گئی ہے قیمت ۱/

ازاحۃ الاغلاط غلط الفاظ کی تحقیق مین یہ رسالہ نہایت جانفشانی سے لکھا گیا ہے نایاب نایاب کتابون کے حوالے ہین سند مین سیکڑون اشعار اساتذہ فارس لکھے گئے ہین قیمت عہ/

مقالہ کاملہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مرادابادی کے ملفوظات کی تائید اسمین علاوہ اور مباحث عقیدہ کے یا رسول اللہ وغیرہ کہنے کی تحقیق نہایت عمدہ طور پر کی گئی ہے قیمت ۹/

اوشحۃ الجید ائمہ اربعہ کی تقلید کے بیان مین اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ کی سوانح عمری مین یہ رسالہ نہایت ہی محققانہ لکھا گیا ہے جابجا نایاب کتابون کی عبارتین مع ترجمہ درج ہین قیمت ۱/

حبل المتین آمین بالاخفا کے ثبوت مین لاجواب رسالہ جسکے مخالفین بھی مداح ہین قیمت ۱۳/

رد السکین حبل المتین کی تائید نایاب کتابون کا پتہ قیمت ۳/

بیان الحقیقی امرتسری اور دہلوی کے حالات مین یہ رسالہ قابل دید تالیف ہوا ہے سماع الموتی کی بحث نہایت تحقیق سے کی گئی ہے منتظر رہیئے انشاء اللہ عنقریب چھپکر نظر افروز ہوگا فارسی مین ہے قیمت ۱۰/

لامع العینین بحث رفع یدین مین نہایت محققانہ اور پر زور رسالہ ہے قیمت ۹/

کل امور جواب طلب کے لئے ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہئے -

المشتہر محمد عبد الرشید ابن مولانا شوق نیموی ڈاکخانہ نگر نہسہ پٹنہ نیمی -

اشتہار بعض کتب مصنف رحمۃ اللہ علیہ

آثار السنن حدیث شریف کی نہایت مفید کتاب ہے جسمیں ہر باب میں مذہب حنفیہ کی تائید میں حدیث صحیح یا حسن مذکور ہے اور مخالفین کا جواب ہے اس میں وہ نکات بیان کئے گئے ہیں جن سے کتب متقدمین و متاخرین خالی ہیں قیمت فی حصہ - دو روپیہ عمار

اصلاح اردو میں انشا پردازی و شعرگوئی کے واسطے اکسیر ہے اس میں متروکات قدیمہ و جدیدہ وغیرہ کا بیان ہے - قیمت ۵ر

ایضاح رسالہ اصلاح کی شرح جسمیں شاعری کے متعلق جابجا جدید مفید باتیں درج ہیں قیمت ۱ر

سرمۂ تحقیق یہ رسالہ اسم بامسمی ہے جسکی دھوم سارے ہندوستان میں مچی ہوئی ہے اس میں معرکۃ الآرا الفاظ کی اچھی چھان بین کی گئی ہے قیمت ۱ر

ازاحۃ الاغلاط غلط الفاظ کی تحقیق میں یہ رسالہ نہایت جانفشانی سے لکھا گیا ہے نایاب نایاب کتابوں کے حوالے ہیں سند میں سیکڑوں اشعار اساتذہ فارسی لکھی گئی ہیں قیمت عہ

مقالہ کاملہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مرادابادی کے ملفوظات کی تائید اسمیں علاوہ اور مباحث مفیدہ کے یا رسول اللہ وغیرہ کہنے کی تحقیق نہایت عمدہ طور پر کی گئی ہے قیمت ۹ر

اوشحۃ الجید ائمہ اربعہ کی تقلید کے بیان میں اور حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کی سوانح عمری میں یہ رسالہ نہایت ہی محققانہ لکھا گیا ہے جابجا نایاب کتابوں کی عبارتیں مع ترجمہ درج ہیں قیمت ۱۰ر

حبل المتین آمین بالاخفا کے ثبوت میں لاجواب رسالہ جسکے مخالفین بھی مداح ہیں قیمت ۱۳ر

رد السکین حبل المتین کی تائید نایاب کتابوں کا پتہ قیمت ۳ر

وسیلۃ العقبی امر حتمی اور موتی کے حالات میں یہ رسالہ قابل دید تالیف ہوا ہے سماع اموات کی بحث نہایت تحقیق سے اس میں کی گئی ہے منتظر رہیں انشاء اللہ عنقریب چھپکر نظر افروز ہوگی فارسی میں ہے قیمت ۱۰ر

لامع العینین بحث رفع یدین میں نہایت محققانہ اور پر زور رسالہ ہے قیمت ۹ر

کل امور جواب طلب کے لیے ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہیے۔

المشتہر محمد عبد الرشید ابن مولانا شوق نیموی ڈاکخانہ نگرنہسہ پٹنہ نیمی -